بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فون ٦٩٢

الفرقان

خصوصی

"مذاہبِ عالم پر نظر"

اکتوبر ۱۹۷۳ء

سالانہ اشتراک
پاکستان — آٹھ روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ
فی پرچہ پاکستان — اسی پیسے

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

مکتبہ الفرقان کی نہایت مفید کتابیں

(۱) **تحریری مناظرہ** — عیسائی پادری عبدالحق صاحب اور سلسلہ احمدیہ کے مناظر مولانا ابوالعطاء صاحب کے درمیان الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ ہے۔ جس میں دوسرے پرچہ کے بعد ہی پادری صاحب لاجواب ہو کر عاجز آ گئے قابل مطالعہ ہے۔ (قیمت 1/50 روپیہ)

(۲) **بہائی شریعت پر تبصرہ** — بہائیوں کی اصل شریعت مع اردو ترجمہ و تبصرہ (قیمت 1/50 روپیہ)

(۳) **مباحثہ مہت پور** — یہ مناظرہ شیعہ صاحبان اور احمدیہ جماعت میں چار اختلافی اہم عقائد پر تحریری مناظرہ ہوا ہے۔ شیعہ صاحبان کے علامہ یوسف حسین صاحب مناظر تھے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مناظر تھے (قیمت -/2 روپے)

(۴) **کلمۃ الحق** — خلافت راشدہ پر تحریری مناظرہ جس میں اھلسنت و الجماعت کی طرف سے حضرت حافظ روشن علی صاحب مناظر تھے (قیمت -/75 پیسے

(۵) **القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین** — جناب مودودی صاحب کے رسالہ کا مکمل لاجواب جواب ہے۔ (حجم 250 صفحات قیمت -/2 روپے)

(۶) **مباحثہ مصر** (انگریزی) — عیسائی پادریوں سے احمدی مبلغ کا شاندار مناظرہ۔ (قیمت 1/25 روپیہ)

(۷) **نبراس المومنین** — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۰۰ احادیث کا سلیس ترجمہ و تشریح۔ (قیمت -/50 پیسے)

(۸) **کلمۃ الیقین** — ختم نبوت کی مختصر صحیح تشریح (قیمت -/12 پیسے)

(۹) **ماھنامہ الفرقان کے سالانہ مجلد مکمل فائل 1964ء سے 1973ء تک** (ہر سال کے علیحدہ علیحدہ) (قیمت -/10 روپے)

نوٹ : محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہوتا ہے۔

مینجر ماھنامہ الفرقان ربوہ

جلد ۲۳ | ماہنامہ "الفرقان" ربوہ | رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ
شمارہ ۱۰ | اکتوبر ۱۹۷۳ء | اخاء ۱۳۵۲ ہجری شمسی

تبلیغی و تعلیمی مجلہ

الفرقان

اکتوبر ۱۹۷۳ء
ٹیلیفون نمبر ۶۹۲

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

اعلان

معاونین خاص کے لئے پانچ سال کا چندہ چالیس روپے یکمشت ادا کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح انہیں پانچ سال تک رسالہ بھی ملتا رہتا ہے اور ان کے لئے دُعا کی بھی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ آپ کب معاونین میں شامل ہوں گے؟

بدل اشتراک

پاکستان - - - - - آٹھ روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک ایک پاؤنڈ
" ہوائی ڈاک دو پاؤنڈ
فی رسالہ - اسی پیسے۔ (مینیجر الفرقان - ربوہ)

ترتیب

• سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی سفر یورپ سے واپسی ص۲
• خوش آمدید (نظم) چوہدری شبیر احمد صاحب بی۔اے ص۳
• حقیقی عید مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔اے ص۴
• تبرکات (نظم) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ص۶
• شذرات مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری ص۷
• انگریز نے کس طرح راج کیا؟ (اقتباس) روزنامہ جنگ لندن ص۱۱
• حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کا تذکرہ ص۱۵
• انگلستان کا موسم بہار۔ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔اے ص۱۷
• ذکر مہدی دوراں (نظم) جناب آفتاب احمد صاحب بسمل کراچی ص۲۱
• فیضانِ جمیل (نظم) نسیم سیفی صاحب ص۲۲
• عفو و محبت یا انتقام مکرم مولوی عبدالباسط صاحب مربی سلسلہ ص۲۳
• احمدیت کی تاریخ (منظوم) مکرم میر اللہ بخش صاحب تسنیم ص۲۵
• غلبہ اسلام کے متعلق پیشگوئیاں۔ مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب مبلغ امریکہ ص۲۷
• عربی زبان میں دخیل الفاظ مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ۔ لائلپور ص۲۹
• فی حمد اللہ تعالیٰ (نظم) پروفیسر محمد عثمان صاحب صدیقی ص۳۲
• حاصل مطالعہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ربوہ ص۳۳
• مرہونِ اغیار (نظم) مکرم نسیم سیفی صاحب ص۳۸
• اشتہارات ص۳۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی

سفر یورپ کے کامیاب دورہ کے بعد ربوہ میں تشریف آوری

الحمد للہ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ قریباً اڑھائی ماہ کے سفر یورپ کے بعد ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء کو ربوہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اس موقعہ پر اہل ربوہ نے اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالےٰ کا نہایت پُرتپاک اور مخلصانہ خیر مقدم کیا۔ اور اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اس سفر یورپ کی غرض اپنی روانگی سے ایک دن قبل اہل ربوہ سے خطاب کرتے ہوئے خود یہ بیان فرمائی تھی۔ کہ یہ سفر محض اس لئے اختیار کیا جا رہا ہے تاکہ یورپ میں اسلام کی تبلیغ اور قرآن پاک کی اشاعت کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے۔ نیز حضور نے فرمایا کہ میں اس سفر میں اشاعتِ قرآن کی غرض سے یورپ میں ایک اعلیٰ قسم کا پریس قائم کرنے کے منصوبہ کا تفصیلی جائزہ لوں گا۔ حضور نے ان عظیم اور اہم مقاصد کی کامیابی اور ان کی تکمیل کے لئے خاص دعاؤں کی تحریک بھی فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان ایام میں انگلستان (انگلینڈ)۔ مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ۔ اٹلی۔ سویڈن۔ اور ڈنمارک کے ممالک کا دورہ فرمایا۔ اور ان ممالک میں جماعت احمدیہ کے قائم کردہ تبلیغی مراکز کا معائنہ فرمایا۔ ان کے موجودہ کام کا جائزہ لیا۔ اور آئندہ اشاعتِ اسلام کے کام کو وسیع کرنے کے متعلق تجاویز پر غور فرمایا۔ نیز اشاعت قرآن کریم کے عظیم منصوبہ پر عمل درآمد کرنے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے متعلق وہاں کے احباب سے مشورہ کیا۔ تاکہ یورپین ممالک میں بھی عالمگیر بنیاد پر قرآن کریم کی اشاعت کا مبارک کام پایۂ تکمیل تک پہنچے۔ اس عظیم کام کی ابتداء حضور پُرنور کے ارشاد کے ماتحت مغربی افریقہ کے ممالک سے ہو چکی ہے اور گھانا نائیجیریا اور سیرالیون ممالک کے بڑے بڑے ہوٹلوں۔ ریسٹ ہاؤسوں اور لائبریریوں میں قرآن کریم کے نہایت دیدہ زیب نسخے ہزارہا کی تعداد میں مہیا کئے گئے ہیں۔

اسلام کے ذریعہ آخری انقلاب:۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس سفر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ حضور نے سوئٹزرلینڈ کی ایک پریس کانفرنس میں یہ اعلانِ حق فرمایا۔ کہ "اسلامی انقلاب شروع ہو چکا ہے اگرچہ وہ ابھی اس بچے کی طرح ہے جو پنگوڑے میں ہو لیکن انقلاب یقیناً شروع ہو چکا ہے اور اپنے ارتقائی مدارج طے کر رہا ہے دوسرے انقلابات کی طرح یہ انسانوں کا پیدا کردہ انقلاب نہیں اس کی داغ بیل اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے"

(ملک محمد عبد اللہ۔ رکن ادارہ الفرقان)

خوش آمدید

یورپ کے سفر سے کامیاب و بامراد مراجعت پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خیر مقدم

(محترم چوہدری شبیر احمد صاحب بی۔ اے)

خوش آمدید نافلۂ مہدیٔ زماں
خوش آمدید دینِ محمدؐ کے پاسباں

خوش آمدید صحنِ چمن میں ہوں جلوہ گر
خوش آمدید آپ ہی اس کے ہیں باغباں

تشریف آپ لائے ہیں تو آئی ہے بہار
اہلِ چمن ہیں فرطِ مسرت سے نغمہ خواں

پھر بام و در ہیں موردِ انوارِ دلفروز
پھر ربِّ ذوالمنن کے فرشتے ہیں پرفشاں

قدسیوں کی رونقیں افزوں ہوئی ہیں پھر
حمد و ثنا کے پڑھ رہے ہیں ہر اک زباں

آنکھوں میں دیدِ شوق لئے آ رہے ہیں پھر
شمس و قمر نجومِ فلک اور کہکشاں

خوش آمدید دیدہ و دل فرشِ راہ ہیں — محتاج اک نظر کا ہے شبیرِ بے زباں

اداریہ

حقیقی عید

ماہِ رمضان بے شمار برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے اس مہینہ کا ہر دن اور ہر رات مومنوں کے لئے قربانی، ایثار، خلوص اور فداکاری کا پیغام لاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وہ خوش قسمت بندے جن کو رمضان کی جملہ عبادات اپنی تمام شرائط کے ساتھ بجا لانے کی توفیق ملتی ہے جوں جوں رمضان کے مبارک دن گذرتے جاتے ہیں ان کے دل احسانات خداوندی کو یاد کر کے حمد و ستائش سے بھرپور جذبات کے ساتھ بارگاہِ احدیت میں سجدہ کناں ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے دل خوشی و مسرت کی آماجگاہ بن جاتے ہیں کہ باوجود ہزار کمزوری اور خامی کے خدا نے ہم پر کس قدر احسان کیا کہ ہمیں رمضان المبارک کی عبادات بجا لانے کی توفیق دی ہے اس مومنانہ خوشی اور مسرت اور فرحت و انبساط کی ایک دنیاوی معراج عیدالفطر کی بابرکت تقریب ہے جو رمضان کے اختتام کے اعلان کے طور پر یکم شوال کو بڑی عقیدت اور احترام سے منائی جاتی ہے۔

عید خوشی کی ایک تقریب ہے۔ ایک ایسی خوشی جو اپنے اندر عبادت کا رنگ رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی کا موجب ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہونے کے لحاظ سے انسانی زندگی کے ہر جائز تقاضا کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ اس کے حصول کے ذرائع اور مواقع بھی خود مہیا کر دیتا ہے۔ اسلام کے اس بے مثل امتیاز کی ایک درخشندہ مثال عیدالفطر کی تقریب ہے۔ وہ لوگ جو اسلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق احکام خداوندی کی تعمیل میں ماہ رمضان کی عبادات کو بجا لاتے ہیں۔ دن روزہ کی حالت میں گذارتے ہیں اور رات کی طویل گھڑیاں عاجزانہ عبادات میں بسر کرتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اس سارے مہینہ میں قرآن حکیم کی بکثرت تلاوت نماز تراویح میں شمولیت، صدقہ و خیرات کا اہتمام اور نیکی کے دیگر میدانوں میں جو اپنے اندر بے شمار تنوع اور وسعت رکھتے ہیں مومنانہ مسابقت کا قابل رشک نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ان سب روحانی ریاضتوں سے عہدہ برآ ہونے کے بعد طبعاً وہ اس بات کی خواہش محسوس کرتے ہیں کہ روزوں کے دوران ساتھ ساتھ ملنے والی خوشی و مسرت کے علاوہ ایک دن بطور خاص اس خوشی کا اہتمام کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں اس عبادات اور اطاعت خداوندی کی توفیق ارزانی فرمائی ہے۔ عید کا دن اس خواہش کی تکمیل کا دن ہے۔

حق یہ ہے کہ عید کا دن جذبات تشکر پیش کرنے کا نہایت موزوں دن ہے۔ عبادات کی توفیق ملنا اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت کے بغیر تو اس میدان کی کوئی منزل بھی طے نہیں ہو سکتی۔ رمضان کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ احسان کس قدر عظیم صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ صرف ایک یا دو دن کے لئے نہیں، بلکہ پورا ایک مہینہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اپنے در کی دربانی کرنے اور غیر معمولی رنگ میں عبادات بجا لانے کی توفیق دیتا ہے۔ اس لحاظ سے عید کا دن روزہ داروں کیلئے

خوشی و مسرت کا پیام لے کر آتا ہے ۔ کہ آج ان کی دن رات کی پیہم قربانیوں کا ایک مرحلہ بخیر و خوبی مکمل ہو گیا ہے ۔

رمضان کی عبادات اپنے اندر بڑی جامعیت رکھتی ہیں ۔ علاوہ اور عبادات کے جو ایک مومن بندہ رمضان کے ایام میں بجا لاتا ہے ۔ روزہ کی مثال ہی کو لیجئے ۔ یہ قربانی اور ایثار کی کیسی تابندہ مثال ہے ۔ ایک روزہ دار کے لئے اس کے سامنے خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ اور اسی کے فضل سے مہیا کردہ ہزاروں لاکھوں نعمائے خداوندی موجود ہوتی ہیں ۔ لیکن وہ اپنے رب کی رضا کے حصول کی خاطر ان سب نعماء سے وقتی طور پر دستکش ہو جاتا ہے اپنی جسمانی لذات اور خواہشات کو قربان کرتے ہوئے اس عاشقانہ جذبہ کا برملا اظہار کرتا ہے کہ میرے مولیٰ ! میں تیرا ایک بہت ہی حقیر اور کمزور بندہ ہوں ۔ اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر شرمسار ہوں اور تیرے عفو اور کرم کا طلبگار ہوں ۔ میں تیرے حکم کی تعمیل میں اپنی جائز خواہشات کو بھی وقتی طور پر اپنے لئے ممنوع کئے دیتا ہوں ۔ اور میرے مولیٰ ! یہ اس امر کا اقرار ہے کہ میں تیری رضا کی خاطر ہر نوع کی قربانی دینے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا ۔

رمضان المبارک کی عبادات کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو عید الفطر منانے کا حکم دیا ہے ۔ عید کا دن خوشی و مسرت کا دن ہے ۔ شکر نعمتِ خداوندی کا دن ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی یاد رکھنی چاہیئے ۔ کہ عید کا دن ایک عظیم الشان عہد و پیمان کا دن ہے ۔ ایک روزہ دار پورے مہینہ کی عبادات بجا لانے کے بعد، قربانی اور ایثار کا دلکش نمونہ پیش کرنے کے بعد اس مقام پر آجاتا ہے، کہ اسے اپنے رب کے حضور اس بات کا عزم اور عہد کرنا چاہیئے کہ میں اس مہینہ کے دوران حاصل ہونے والے سنہری تجربات کو اپنی آئندہ زندگی کا ایک پائیدار نقش بناؤں گا اور جس طرح اس ایک ماہ میں میں نے اپنی ضروریات، خواہشات اور جذبات کی قربانی پوری رضا و رغبت کے ساتھ پیش کی، اپنے دن اور راتیں اللہ تعالیٰ کے حضور عبادات میں بسر کیں اور نیکی کے ہر میدان میں دوسرے مسلمان بھائیوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کی اسی طرح میں اپنی باقی زندگی میں بھی یہی طریق عمل جاری رکھوں گا ۔ تا عید کے روز کی خوشی ایک وقتی اور عارضی خوشی نہ ہو بلکہ ایک پائیدار اور لازوال خوشی بن جائے ۔

خدا کرے کہ ہم سب عید کے روز رمضان المبارک کی جامع عبادات کی مناسبت سے اور ان سے حاصل ہونے والے جملہ نیک نتائج اور اثرات کو ذہن نشین کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور یہ سچا عہد کر سکیں کہ ہم ساری زندگی، قربانی، اطاعت اور ایثار کا مجسمہ بن کر گزاریں گے اگر ہم یہ عہد کریں اور اس کو نباہنے کی توفیق پا سکیں، تو ہمارے لئے عید کا وہ دن حقیقی عید کا دن ثابت ہو گا ۔ جو لامتناہی برکات اور انوار کا نقطۂ آغاز بن جائے گا ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے حقیقی عید کی خوشیاں نصیب کرے ۔ آمین ۔

(عطاء المجیب راشد)

تبرکات

پرواز کے پر پیدا کر

(منظوم کلام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ)

حُسن اپنا ہی نظر آیا تو کیا آیا نظر — غیر کا حُسن بھی دیکھے وُہ نظر پیدا کر
چشمِ احباب میں گر تُو نے جگہ پائی تو کیا — حُسن واحساں سے دلِ خصم میں گھر پیدا کر
یہ زر و مال تو دنیا ہی میں رہ جائینگے — حشر کے روز جو کام آئے وہ زر پیدا کر
احمدی! گر تجھے بننا ہے صحابہ کا مثیل — دست و بازو، وہ دل و سر وُہ جگر پیدا کر
پھر وہی نالہ، وہی نیم شبی ان کی دُعا — پھر وہی گریہ، وہی دیدۂ تر پیدا کر
سخت مشکل ہے کہ اس چال سے منزل یہ کٹے — ہاں اگر ہو سکے پرواز کے پر پیدا کر

اعلانات

محترم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مدیر مسئول الفرقان ان دنوں لندن میں قیام فرما ہیں۔ آپ کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ یورپ کے آخری حصہ میں حضور کے ساتھ رہنے اور جملہ تقریبات میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ لندن کے احباب جماعت سے ملاقات کے علاوہ آپ نے ابتک جلنگھم، لیمنگٹن سپا اور کاونٹری کی جماعتوں سے خطاب فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں رمضان المبارک کے ان ایام میں آپ مسجد فضل لندن میں قرآن مجید کا درس بھی دے رہے ہیں۔ آپ انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۵ر اکتوبر کو ربوہ واپس تشریف لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور خیریت سے واپس لائے۔ آمین۔

محترم عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔ اے ابن جناب مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری انگلستان میں تین سال تک فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے بعد ستمبر کے آخر میں ربوہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آپ وہاں نائب امام مسجد لندن تھے اللہ تعالیٰ آپ کی اس آمد کو ہر رنگ میں بابرکت کرے نیز آپ کو بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (ادارہ)

مولانا ابوالعطاء فاضل جالندھری
تنزیل لندن

شذرات

مدیر چٹان کا بڑا بول

۲۰ر اگست کے چٹان میں جناب شورش صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ:۔

"ایڈیٹر چٹان نے بفضل تعالیٰ قادیانی امت کے سیاسی جاہ و جلال کو کرۂ ارضی سے مٹانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ **اور یہ ہو کے رہے گا۔** انہیں کوئی عبدالماجد دریابادی، نیاز فتحپوری یا پاکستان کا بڑے سے بڑا آدمی بچا نہیں سکتا۔ یہ اسی طرح مٹ جائیں گے جس طرح آدارہ عصمتیں مٹ جاتی ہیں" (چٹان ۲۰ر اگست ۱۹۷۳ء ص ۳)

الفرقان:۔ احمدیت کا قیام، بقاء اور استحکام محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے ہے۔ جماعت احمدیہ محض خدائے ذوالجلال کے سہارے سے قائم ہے۔ **اور قائم رہے گی۔** ہم شورش صاحب کو پہلے معاندین احمدیت کی ناکامی و نامرادی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا ایک اعلان یاد دلاتے ہیں حضور نے فرمایا ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم
(ازالہ اوہام)

مدیر چٹان کی انتہائی مایوسی

۱۷ر ستمبر کے چٹان میں شورش صاحب اپنے اداریہ "مرا اے کاشکے مادر نہ زادے" میں لکھتے ہیں:۔

"ایڈیٹر چٹان کی یاس کا عالم یہ ہے کہ وہ لاہور کی بعض مساجد کے مشہور پیشواؤں کی اقتداء میں نماز عید بھی پڑھنے کے لئے تیار نہیں۔ عید کے بڑے بڑے اجتماع ان کے پیچھے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں نے دین کو فتنہ، شرع کو عبث، فقہ کو تماشا اور اسلام کو ٹھٹھول بنا دیا ہے"

الفرقان:۔ مایوسی خود کفر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ فقرہ "نماز عید بھی" سے ظاہر ہے کہ ایڈیٹر چٹان باقی نمازیں تو بالکل نہیں پڑھتے صرف عید کے پڑھنے کا خیال ہو سکتا تھا مگر وہ بھی فتنہ پرور علماء کی وجہ سے پڑھنے کے لئے تیار نہیں۔ خدا ترس قارئین غور فرمائیں کہ ایسے یاس کے شکار انسان کا احمدیت کو کرۂ ارض سے مٹانے کا دعویٰ دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے؟

علماء کی اسلام دشمنی اور مدیر چٹان کی بے بسی

شورش صاحب لکھتے ہیں:۔

"پاکستان میں اسلام کے خلاف جتنی بغاوت اور تنفر پیدا ہوا اس کے ذمہ دار مسجدوں کے ملا اور حجروں کی مخلوق ہے کیا آپ اس سخت کلمہ کے لئے ایڈیٹر چٹان کو معاف کر دینگے کہ وہ اپنوں کے ہاتھوں سے اس قدر زخم کھا چکا ہے کہ اب

انہیں معاف کرنے یا ان سے معافی چاہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" (چٹان ، ۱۷ستمبر ۷۳ء)

الفرقان:- مدیر چٹان کی بے بسی اور علماء کی اسلام دشمنی اس اقتباس سے عیاں ہے۔ اسی شمارہ میں شورش صاحب کا ایک اور شعر بھی قابلِ توجہ ہے لکھتے ہیں ؎

"ہیں عالمانِ دین کی صف میں حرام خور
بادہ گسار دینِ پیمبر پہ نکتہ چیں"

فیلڈ مارشل ایوب خان کی آخری خواہش

روزنامہ جنگ لندن لکھتا ہے:-

"فیلڈ مارشل ایوب نے اپنی آخری خواہش کا اظہار یوں کیا کہ میری دلی تمنا یہ ہے۔ کہ میں پاکستان میں ہی اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دوں۔ اور اسی وطن عزیز کی خاک میں دفنایا جاؤں۔ قوم میرے گناہوں کو معاف کر دے۔ میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ میں ان مولویوں کا انجام دیکھوں جنہوں نے میرے دور کو خلفائے راشدین کا دور گردانا۔ اپنے ان وزیروں اور مشیروں کا عبرتناک انجام دیکھوں جو مجھے عوام کی مشکلات اور کرب سے دور رکھ کر "سب اچھا ہے" کہتے رہے۔ اور میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو مستحکم اور عوام کو خوشحال رکھے۔ آمین۔"

(روزنامہ "جنگ" لندن ۹/۹ ص ۲۰)

الفرقان:- "مولوی" ملک و قوم کے لئے ایک مصیبت بن گئے ہیں انہوں نے دین کو بھی برباد کیا اور ملک و سیاست کیلئے بھی باعث عار ثابت ہوئے ہیں۔ ان پر حدیث نبوی من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود حرف بحرف منطبق ہو رہی ہے۔

مذہب میں جبر و اکراہ ناجائز ہے۔

دار التبلیغ الاسلامی قم (ایران) کا شیعی رسالہ الہادی لکھتا ہے:-

"لا یمکن ارغام احد علی قبول فکرۃ او رفضھا ولا یمکن النفوذ الی قلوب الناس وضمائرھم رغمًا علیھم فان مسألۃ العقیدۃ مرتبطۃ ارتباطًا وثیقًا بقناعۃ الانسان واطمئنانہ ودون ان تتحقق لدی الانسان ھذہ القناعۃ النفسیۃ لایمکن ان یتقبل فکرۃ ویرفض اخری والایمان باللہ لاینشذ عن ھذہ القاعدۃ ولایمکن تحقیقہ فی حیاۃ الانسان، دون ان تتحقق لدی الانسان ھذہ القناعۃ النفسیۃ والاطمئنان والوعی الذی تتوخاہ ھذہ الدعوۃ فی مسیرتھا الکبرٰی فی تاریخ الانسان۔ وقد أکد القرآن کریم ھذہ الحقیقۃ بشکل صریح وواضح حیث یقول تعالٰی لااکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی"

(الہادی جلد ۲ ۳ ص ۲۵)

الفرقان :- فاضل مقالہ نگار نے واضح کیا ہے کہ کسی عقیدہ کے ماننے یا ترک کرنے پر مجبور کرنا ہرگز روا نہیں جب تک دل اور ضمیر مطمئن نہ ہو۔ انسان کسی عقیدہ کو قبول نہیں کر سکتا۔ بالآخر انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں آیت کریمہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کو پیش کیا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ صحیح اسلامی موقف اب ہر جگہ اپنایا جا رہا ہے۔

دعوۃ الحق کا انتہائی جھوٹ

مجھے لندن میں برطانیہ سے شائع ہونے والا ماہنامہ دعوۃ الحق (اردو) کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ رسالہ کا نام دعوت الحق ہے مگر اس کے جھوٹ کی نمایاں مثال اس کے ان الفاظ میں مطالعہ فرمائیے۔ مدیر رسالہ لکھتے ہیں :-

"مرزا غلام قادیانی لکھتا ہے کہ میں قرآن مجید کی غلطیاں نکالنے کی غرض سے آیا ہوں۔"

(اکتوبر ۷۳ء ص۳)

الفرقان :- ہم بخوبی جانتے ہیں کہ حق کی مخالفت بجز کذب بیانی ممکن نہیں ہوتی۔ مگر ہم نے یہ کبھی خیال نہیں کیا تھا کہ احمدیت کے معاندین اس قدر بے بنیاد سیاہ جھوٹ کو "دعوت الحق" کے نام سے شائع کریں گے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ عظمتِ قرآن کو قائم کرنے آئے اور انہوں نے ساری زندگی خدمت قرآن میں صرف کی اور ہر شخص کو کہا ؎

اے بے خبر بخدمتِ قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

کیا ایسے شخص کی طرف ایسی صریح تہمت منسوب کرنا کہ وہ لکھتا ہے کہ میں قرآن مجید کی غلطیاں نکالنے کی غرض سے آیا ہوں بدترین جھوٹ اور انتہائی ظلم نہیں؟

مسلمانوں کی جہالت ترقی میں روک ہے نہ کہ قرآنی تعلیمات

لندن برطانیہ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ عربی مجلہ الرسالۃ نے لکھا ہے :-

"انّ القرآن الکریم لم یکن ابدًا حجر عثرۃ فی طریق التقدم العلمی و لم تکن ھناک مشاکل بین الدین والعلم ..... والرکود الطارئ فی مجال التقدم فی عالمنا الاسلامی الحاضر لیس سببہ الدین ولکنہ عائد الی الجھل المتفشی بین المسلمین وعدم تطبیق تعالیم الاسلام۔"

(الرسالۃ جلد ۵ نمبر ۳ مورخہ ۹/۳/۷۳ ص۵)

ترجمہ :- "قرآن کریم کبھی بھی علمی ترقی کی راہ میں روک ثابت نہیں ہوا۔ دین اسلام اور علوم میں کوئی مخالفتیں اور مشکلات نہیں ہیں۔ عالم اسلامی پر جو آج جمود طاری ہے اور ان کی ترقی رکی ہوئی ہے تو اس کا باعث دین نہیں ہے بلکہ دین سے وہ عام جہالت جو مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے اور ان کی بے عملی کی زندگی اس کا موجب ہے۔"

الفرقان :- پس ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو علم دین سے بہرہ ور کیا جائے۔ تا ان میں زندہ یقین پیدا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق ہو جائے۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم فرمایا ہے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے مظلوم کشمیری مسلمانوں کی خدمات

پرانے کشمیری کارکن پروفیسر محمد اسحاق قریشی نے جماعت احمدیہ کے خلاف آل پارٹیز کشمیر کمیٹی کے سلسلہ میں بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ

"جموں و کشمیر میں ہندو مسلم فسادات اکثر ہوتے جن میں زیادہ تر مسلمان ہندوؤں اور حکومت کے تشدد کا نشانہ بنتے، ایسے مواقع پر تنظیم احمدیہ غمزدہ اور مایوس کشمیری مسلمانوں کی مدد کے لئے آگے آتی۔ وہ امدادی کیمپ قائم کرتی جن مسلمانوں پر مقدمات قائم ہوتے ان کے مقدمات کی پیروی کے لئے وکیل بھیجتی اور مسلمانوں کے المیہ کی اندرون و بیرون ہند نشر و اشاعت کا اہتمام کرتی۔" (چٹان ۱۷ ستمبر ۱۹۷۳ء)

الفرقان ۔ جماعت احمدیہ کی ان بے لوث خدمات مسلمانانِ کشمیر پر اگر بعض لوگوں نے حاسدانہ رویہ اختیار کیا۔ تو اس میں جماعت احمدیہ کا کیا قصور ہے؟

زرعی یونیورسٹی یونین کے فتویٰ پر سوال

زرعی یونیورسٹی یونین لائل پور نے فتویٰ دیا ہے کہ

"مسلمان وہ ہے جس کا توحید اور رسالت پر ایمان ہو اور یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ محمد عربی کے بعد آنے والا ہر قسم کا نبی کاذب ہے۔"

(چٹان ۱۷ ستمبر ۱۹۷۳ء صفحہ)

الفرقان ۔ اس یونین کے اراکین سے سوال ہے کہ فتویٰ کا آخری حصہ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ جبکہ تمام مسلمانوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ نبی اللہ آنے والے ہیں اور وہ ان کی آمد کے لئے چشم براہ ہیں۔ کیا یہ مان لیا گیا ہے، کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور وہ اب نہیں آئینگے کیونکہ اگر وہ آ گئے۔ تو مندرجہ فتویٰ کے رُو سے کاذب قرار پائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ زرعی یونیورسٹی یونین کے ارکان اپنے بیان پر نظرِ ثانی فرمائیں۔

رمضان المبارک اور ذکرِ الٰہی

"روزہ دار کو خیال رکھنا چاہیئے کہ روزہ سے صرف یہ مطلب نہیں۔ کہ انسان بھوکا رہے۔ بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتّل الی اللہ حاصل کرنا چاہیئے۔ بدنصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اُس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی رُوحانی روٹی روح کو قائم رکھتی ہے اور اس سے رُوحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔" (لیکچر لا الٰہ الا اللہ صفحہ ۱۲)

انگریز نے کس طرح راج کیا؟

مذہبی معاملات میں عدم مداخلت

مندرجہ بالا دو عنوانوں کے ماتحت مشہور مقالہ نویس پیر علی محمد صاحب راشدی نے ایک قیمتی مقالہ روزنامہ جنگ لندن ۴؍ اکتوبر ۱۹۷۳ء میں شائع فرمایا ہے۔ اس مضمون میں فاضل مقالہ نگار نے ہسپانوی حکومت کے فلپائن میں طرزِ عمل اور انگریزی حکومت کے ہندوستان میں طریق حکومت کا موازنہ کیا ہے۔ انگریز کی حکومت میں جو مذہبی آزادی تھی۔ محترم راشدی صاحب نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ ہم یہ مقالہ بجنسہٖ اپنے قارئین کے لئے درج کرتے ہیں۔

انگریزی حکومت کی یہی مذہبی آزادی تھی جس کی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تعریف فرمائی تھی جس پر ناسمجھ لوگ چیں بجبیں ہوتے رہتے ہیں ——— (ابوالعطاء)

(۱)

انگریز کی دُوراندیشی کی داد دیجئے۔ کہ اس نے یہاں پاؤں جماتے ہی یہ محسوس کرلیا کہ اس کی حکومت کی خیر اسی میں رہے گی کہ وہ مقامی مذہبی معاملات کے بارے میں قطعی عدم مداخلت اور غیرجانبداری کی پالیسی اختیار کرلے۔ چنانچہ اس نے سارا عرصہ اس پالیسی پر عمل کیا۔

تاریخی لحاظ سے انگریزی دور دو حصّوں پر مشتمل رہا۔ ایک حصّہ وہ تھا جب کمپنی کا راج تھا۔ دوسرا حصہ وہ جب کمپنی نے ہندوستان کی حکومت تاجِ برطانیہ کے حوالہ کردی۔ اور ہندوستان پر براہ راست برطانیہ کے بادشاہ اور برطانوی پارلیمان کا راج نافذ ہوگیا۔

پہلے دور یعنی کمپنی کے دَور میں ان سے کافی بدتمیزیاں سرزد ہوئیں۔ مثلاً کمپنی کے انگریز ملازمین نے نہ صرف ملکی ریاستوں کو نیست و نابود کیا۔ اور وہاں اپنا قبضہ جما لیا۔ بلکہ ذاتی سطح پر بھی کمپنی کے کارندوں نے لوٹ مار کرکے خوب اپنی جیبیں گرم کرلیں۔

زمانہ یقیناً عام افراتفری اور بادشاہ گردی کا تھا جس کے دوران میں بے اعتدالیوں کا واقع ہونا قابل فہم بات تھی مگر اس کے معنی یہ نہیں تھے کہ کمپنی کے کارندے ذاتی لیول پر بھی بداخلاقی اور مجرمانہ ذہنیت کا مظاہرہ کریں چنانچہ انہوں نے رشوتیں لیں۔ دیسی والیانِ ریاست کے خزانے لوٹے، جھوٹے معاہدے کرکے لوگوں سے دھوکا کیا، غلط بہانے بنا کر دیسی حکومتوں کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کرتے رہے نوابوں اور راجاؤں کو ایک دوسرے سے لڑایا۔ غرض فسادات

اخلاق، بین الاقوامی رسم و رواج اور شرافت کے لحاظ سے جتنی کمزوریاں یا قباحتیں تصور میں آسکتی تھیں وہ سب ان کے کارندوں سے سرزد ہوتی رہیں اور کمپنی بہادر کے "ڈائریکٹر صاحبان" خود انگلستان میں بیٹھے ان لوٹ مار کی دولت سے بطیب خاطر متمتع ہوتے رہے۔ ۱۸۵۷ء والی جنگِ آزادی جس کو انگریزوں نے خواہ مقامی مورخوں نے "غدر" سے تعبیر کیا۔ فی الحقیقت ان خرابیوں، بدعہدیوں اور بدمعاشیوں ہی کا ردّ عمل تھا۔

مگر بعد کے دور میں جب انتظام براہ راست تاج برطانیہ کی تحویل میں آگیا تو اصلاح حال اور پچھلی جراحتوں کو مٹانے کی ضرورت پیش آئی اور نسبتاً زیادہ احتیاط اور ذمہ داری سے کام چلنے لگا۔

سب سے پہلا اعلان ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے یہ ہوا کہ ہندوستان میں مذہب کی آزادی رہے گی اور حکومت کی طرف سے مذہبی معاملات میں کوئی مداخلت نہیں ہوگی اور کسی خاص مذہب کے حق میں جانبداری نہیں برتی جائیگی۔ مقصد یہ تھا کہ انگریز حکومتی امور سے مذہب کو علیحدہ رکھیگا اور اپنی حکومت کو اپنے عیسائی مذہب کی اشاعت کا ذریعہ نہیں بنائے گا۔

یہاں قابلِ غور اور قابلِ داد پائنٹ یہ ہے کہ انگریز نے اقتدار میں آنے کے پہلے روز یہ محسوس کر لیا کہ اس کی حکومت کے لئے کبھی خطرہ پیدا ہوا تو اس کی بنیاد مذہب پر ہوگی۔ لہذا مذہبی الجھاؤ سے اس کو اپنا دامن بچا کر ہی چلنا ہوگا۔

بعد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ہر چند انگریز نے مذہب کے بارے میں اپنی پالیسی غیر جانبدارانہ اور لچکدار (FLEXIBLE) رکھی، مگر اس کے راج کا خاتمہ پھر بھی ایک روز مذاہب کے ہاتھوں، اور مذہبی جذبہ کی وجہ سے ہی واقع ہوا۔ مثلاً:۔

(۱) کانگریس تحریک کیا تھی؟ اگر ہندوؤں کی ایک قسم کی مذہبی تحریک نہیں تھی تو؟ اس کا نصب العین رام راج قائم کرنا نہیں تھا تو کیا تھا؟ ہندوؤں میں آزادی کا جذبہ مذہب کے ذریعے نہیں پیدا ہوا تو کس ذریعے سے؟ اس جذبہ کو سب سے اوّل ابھارنے والے کون تھے؟ بنگالی سیاسی اسکول" جس کے روح رواں تھے۔ سری اربندو گھوش، سوامی ویویکانند، راجہ رام موہن رائے اور دوسرے مذہبی فلاسفر جن کا عقیدہ یہ تھا کہ ہندوستان کی نیشنلزم یا قومیت کا شعور اور تقدیس ہندو مذہب کے نظام معتقدات کا ایک اٹوٹ حصہ ہے۔ گاندھی جی کیا کہتے اور کیا کرتے رہے؟ کیا انہوں نے حصول آزادی کے لئے اپنے ہندو مذہب کا ذریعہ استعمال نہیں کیا؟

(۲) پاکستان کی تحریک کی بنیاد کیا تھی؟ اگر اسلام نہیں تو؟ اس زمانہ میں ہندوستان بھر میں صدائے "اللہ اکبر" اور "اسلام زندہ باد" گونجتی رہی تھی۔ اور اس کے سوا اس وقت اور کوئی چیز مسلمانوں کو یاد بھی نہیں تھی۔

تو اس سے ثابت ہے کہ ہندوستان میں انگریز کے راج کا خاتمہ مذہب نے ہی کیا۔ اور میرے کہنے کی مراد یہ ہے کہ یہ بات انگریز نے شروع سے ہی بھانپ لی تھی۔ اور اس کا خیال رکھتا رہا۔

یہ اور بات تھی کہ بعد میں ہندوستانیوں کا مذہبی جذبہ

بین الاقوامی حالات سے فروغ اور تقویت پاکر اس قدر قوت ور بن گیا۔ کہ اس کے مقابلہ میں انگریز کی ایک نہ چلی اور اس کو بے بس ہو کر یہاں سے نکل جانا پڑا۔

مگر جب تک رہا وہ اس خطرے سے با خبر رہا اور یہی نکتہ ہے جس پر میں آج روشنی ڈالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

---

(۴)

انگریز کا اپنا مذہب عیسائی تھا۔ مگر اس نے اپنے حکومتی اور انتظامی ذریعہ کو اپنے مذہب کی نشر و اشاعت کے لئے استعمال نہیں کیا۔ وہ چاہتا تو آسانی سے ارتداد کی آندھی لا سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسی حرکت نہیں کی یعنی کسی مشنری تحریک کو یہاں کی حکومت کی سرپرستی حاصل نہیں رہی۔

اس کا مقابلہ آپ ہسپانوی سامراج کے ریکارڈ سے کر کے دیکھ لیجئے۔ اسپین کے عیسائیوں نے جس وقت جزیرہ فلپائن پر قبضہ کر کے وہاں اپنا راج قائم کر لیا تو فلپائن کی آبادی کی تین چوتھائی آبادی مسلمان تھی۔ یعنی چار فلپینوز میں سے تین مسلمان ہوتے تھے۔ بچے مسلمان ہوتے تھے ان میں سے اکثر عربی نژاد۔ مگر اسپین کے قبضہ کے بعد وہاں مسلمانوں کا کیا حال ہوا؟ ان کو زبردستی مرتد بنا کر عیسائی مذہب میں داخل کیا گیا۔ مسلمانوں کے شہر کے شہر جلا دیئے گئے۔ دارالحکومت منیلا مسلمانوں کا شہر تھا وہاں ایک مسلمان نہیں چھوڑا۔ اکثر کو مار دیا۔ باقی جو بچے بالجبر ان کے گلے میں عیسائی مذہب کا طوق ڈال دیا گیا۔ مساجد کو مسمار کر کے ان کی جگہ پر عیسائی عبادت گاہیں تعمیر کر دی گئیں۔ اور سارے منیلا شہر میں ایک مسجد کو بھی بطور یادگار ہی سہی قائم رہنے نہیں دیا گیا۔ منیلا سے دور فلپائن کے بعض اور جزیروں کے مسلمان البتہ آخر تک مقابلہ کرتے رہے۔ مگر ان کی تعداد بھی گھٹتے گھٹتے آخر میں آٹے میں نمک کی مثل رہ گئی۔ فلپائن کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ وہاں جتنا عرصہ ہسپانیوں کی حکومت رہی۔ حقیقی راج رومن کیتھولک پادریوں کا رہا۔ یہ پادری ساری انتظامیہ پر حاوی رہتے تھے۔ اور ان کی ہر کارگذاری مذہبی تعصب اور اسلام دشمنی پر مبنی ہوتی تھی۔

انگریز میں اور بھی خرابیاں تھیں وہ تو اپنی جگہ پر موجود تھیں۔ مگر کم از کم مذہبی معاملات میں اندرون ہندوستان اس نے اس قدر گھٹیا پن کا مظاہرہ نہیں کیا۔ یہاں عیسائی مشنری ضرور آئے۔ مگر ان کی آمد انگریز سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی۔ مثلاً سینٹ زیویئر انگریز سے بہت پہلے ساحل ہند پر وارد ہو چکا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ انگریز کا اپنا تعلق عیسائی مذہب کے پروٹسٹنٹ فرقے سے تھا۔ مگر یہاں جتنے عیسائی مشنری آئے۔ ان میں اکثریت رومن کیتھولک فرقے سے وابستہ تھی۔ جس کے معنی یہ تھے۔ کہ وہ نہ صرف مسلمانوں اور ہندوؤں کے مخالف تھے۔ بلکہ پروٹسٹنٹ فرقہ یعنی حکمران فرقہ کے بھی مخالف تھے۔ پس ظاہر ہے کہ انگریز کی اپنی نیت خراب بھی ہوتی۔ تو وہ اپنے مخالف فرقہ کے مشنریوں کی بذریعہ انتظامیہ کسی صورت میں حوصلہ افزائی اور سرپرستی نہیں کر سکتا تھا۔

ہسپانیوں کی طرح انگریزوں نے یہاں کسی مذہبی عمارت یا آثار کے مٹانے کی بھی کوشش نہیں کی۔ سابق حکمرانوں نے

مذہبی اداروں کی مدد معاش کے لئے جتنی جاگیریں دے رکھی تھیں انگریزوں نے تقریباً سب کو بحال رکھا مذہبی درسگاہوں کو ہسپانیوں کی طرح قفل نہیں لگوائے بلکہ ان کو جاری رہنے اور کام کرنے دیا۔ کسی مذہبی کتاب کے پڑھنے پر پابندی نہیں لگائی۔ ہمارے زمانے تک مساجد میں یہ آزادی تھی کہ جمعہ اور عیدین کے خطبات میں سلطان ترکی کی سلامتی ازدیاد اقبال اور امیر المؤمنین کے حق میں دعائیں مانگی جاتیں۔ اور اس کے دشمنوں (جن میں انگریز خود بھی شامل تھا) کو بددعائیں دی جاتیں۔ اسلام پر جتنی کتابیں انگریز کے دور میں چھپ کر شائع ہوئیں پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں لارڈ کرزن کے زمانہ میں محکمہ آثار قدیمہ کھول کر مسلمانوں کے دور حکومت کی بے شمار عمارتوں اور آثار کو بچانے کے لئے خاص کوشش کی گئی کسی اسلامی لائبریری کو جلانے کی انگریز کی طرف سے کوشش نہیں ہوئی۔ کئی انگریز مستشرق ہندوستان آئے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کی تاریخ پر بیش بہا کتابیں لکھ ڈالیں جو خود انگلستان سے شائع ہوتی رہیں مسلمانوں نے ہجرت کی اسکیم بنائی۔ تاکہ افغانستان جا کر وہاں سے فوجی محاذ تیار کرکے (انگریزوں سے آکر لڑیں۔ اور انہیں ہندوستان سے مار بھگائیں۔ انگریز نے خود ان کو افغانستان جانے کے لئے اسپیشل ریل گاڑیاں مہیا کر دیں اور ان کو سلامتی سے افغانستان سرحد تک پہنچا دیا۔ (یہ اور بات تھی کہ ہجرت والوں سے خود افغان بھائیوں نے ٹھگی کر ڈالی) خلافت کا مسئلہ اٹھا تو ہندوستان کے وائسرائے نے مسلمانوں کے حق میں اور اپنی برطانوی حکومت کی پالیسی کے خلاف ایک زبردست تار روانہ کر دیا جس کو سیکرٹری ہند مانٹیگو نے (جو خود ایک انگریز یہودی تھا) لندن کے اخبارات میں شائع کروا دیا (تاکہ رائے عامہ اس کے حق میں پیدا ہو) اور اسی بنا پر اس کو اپنے عہدہ سے استعفیٰ دینا پڑا۔ انڈین پینل کوڈ میں مذہبی جذبات کو مجروح کرنا فوجداری جرم قرار دیا۔ مسلمانوں کے لئے اسلامی شرع کے مطابق وقف اور ورثہ کا قانون بنا دیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ

اب ہسپانیوں کا انگریزوں سے مقابلہ کیجئے۔ اور فرق کا فیصلہ کیجئے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۴ اکتوبر ۱۹۷۳ء)

صدقۃ الفطر کی حکمت

"ایک بار میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ اسلئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے۔ اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ کی عطا کر سکتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اسلئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخش دے گا۔" (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کا تذکرہ مغربی ممالک کے اخبارات میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ سفر یورپ کا مغربی ممالک کے اخبارات میں بکثرت چرچا ہوا۔ حضور نے ہیگ (ہالینڈ) فرانکفورٹ (مغربی جرمنی) اور زیورک (سوئٹزرلینڈ) میں پریس کانفرنسوں سے خطاب فرمایا۔ ذیل میں علی الترتیب ان تینوں کانفرنسوں کی خبروں کے اقتباسات الفضل مورخہ ۹، ۱۰، ۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کے حوالہ سے درج کئے جاتے ہیں ——— (ادارہ)

(۱)

کل شام چھوٹی سی مگر نہایت ہی خوبصورت اور صاف ستھری اسلامی عبادتگاہ میں جو مسجد مبارک کے نام سے موسوم ہے، سفید ریش بزرگ امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ہالینڈ کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے احمدی مسلمانوں سے بہت ہی شفقت بھرے انداز میں خطاب فرمایا۔ یہ سب لوگ آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے اور آپ کے ارشادات سے مستفیض ہونے کیلئے ملک کے مختلف علاقوں سے وہاں جمع ہوتے تھے۔

جماعت احمدیہ اسلام کے ازسرِ نو احیاء کی علمبردار ہے اس عظیم الشان مقصد کی تکمیل کے سلسلہ میں ہی امام جماعتِ احمدیہ آجکل یورپ کے دورہ پر آئے ہوئے ہیں۔ ساری دنیا کی رُوحانی پیاس کو بجھانے کے سامان کرنا آپ کے مشن کا ایک اہم حصہ ہے آپ نے اپنے اس مشن کے سلسلہ میں ہی ڈیڑھ دن ہالینڈ میں بھی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ آپ کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہے اور آپ اپنی وضع قطع کے اعتبار سے ایک خدائی فرستادہ کی طرح نظر آتے ہیں۔

اس جماعت کے قیام کا مقصد جس کے آپ امام ہیں ۴۴ کروڑ انسانوں کے مذہب یعنی مذہب اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے اس کی اصل حقیقت سے دُنیا کو آگاہ کرنا ہے آپ کے اس مختصر دورہ کا بھی یہی مقصد ہے۔

آپ نے اس سوال کے جواب میں کہ آپ ہمارے درمیان اسلام کو کس طرح پھیلائیں گے؟ فرمایا: "آپ لوگوں کے دلوں کو فتح کر کے" اس جواب پر تمام دوسرے لوگ (یعنی غیر مسلم حاضرین) حیران رہ گئے۔ آپ نے مزید فرمایا "یہ ناممکن ہے کہ کسی کا دل طاقت اور قوت کے بل پر جیتا جا سکے۔ دلوں کے جیتنے کے لئے ہر ایک کے ساتھ برادرانہ تعلق اور ہمدردی کی نیز ہر ایک کی خدمت کے لئے خود کو وقف کر دینے کی ضرورت ہوتی ہے"۔ آپ نے یہ بات دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے الفاظ اور نہایت ہی مؤثر انداز میں بیان فرمائی۔ آپ کی خاکساری اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ سفر کی کوفت اور تکان کے باوجود ہر ملاقاتی سے کھڑے ہو کر ملتے اور کسی ملاقاتی کے آنے پر بیٹھے رہنا ہرگز گوارا نہ فرماتے۔

(۲)

"حقیقی اسلام کے ذریعہ کسی جبر و اکراہ کے بغیر عالمی سطح پر رونما ہونیوالے چوتھے انقلاب کی بنیاد رکھی جا چکی ہے"۔ اس امر کا انکشاف سفید ریش بزرگ عالم دین اور جماعت احمدیہ کے خلیفۃ المسیح حضرت مرزا ناصر احمد نے اس وقت کیا جب آپ فرانکفورٹ

یہاں بھی تشریف آوری کے موقع پر بابن ہوز ریلیئڈ شاہراہ پر تعمیر شدہ ایک چھوٹی سی مسجد کے ہال کے اندر اخباری نمائندوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ یہ سب اخبار نویس طفلانِ مکتب کی طرح ہمہ تن گوش بنے آپ کے ارشادات سننے میں محو تھے۔ ۱۸۸۹ء میں قائم ہونے والی جماعت احمدیہ جس کے موجودہ امام حضرت مرزا ناصر احمد ہیں کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ حقیقی اسلام کی علمبردار ہے۔

جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں قرآن کریم کو آپ نے لفظاً بلفظ حفظ کیا ہوا ہے اس بناء پر آپ حافظ کہلاتے ہیں مزید برآں اینجلز، مارکس، لینن سٹالن اور ماؤ کی کتب آپ نے پڑھی ہوئی ہیں بلکہ عہد نامہ قدیم و جدید کا بھی آپ نے گہری نظر سے مطالعہ کیا ہوا ہے آپ کو اپنے سامعین کو اپنی قوت بیان کے ذریعہ اپنی طرف متوجہ رکھنے میں خاصی دسترس حاصل ہے۔

خلیفۃ المسیح نے جس چوتھے عالمی انقلاب کی نشاندہی فرمائی ہے۔ اس کے بارہ میں آپ نے بتایا کہ یہ انقلاب ایمان اور یقین کامل کی بدولت رونما ہوگا۔ آپ نے فرمایا اسکے عملی ظہور کے لئے ہم انسانوں کے دل جیتیں گے اور پھر انہیں حالات مہیا کرینگے کہ جن کے زیر اثر ان کے فطری قویٰ کی از خود نشوونما ہوگی فطری قویٰ کے نشوو ارتقاء کے ذریعہ ان میں ایسا ولولہ پیدا کیا جائیگا کہ وہ اپنی دولت کو ذاتی اغراض کے لئے استعمال کرنے کی بجائے بنی نوع انسان کی بہبود کیلئے بخوشی خرچ کرنے پر آمادہ ہوجائیں گے۔

آنیوالے چوتھے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے جو انسانی صلاحیتوں اور استعدادوں کے صحیح نشوو ارتقاء کا ضامن ہوگا آپ نے بتایا کہ احیاء اسلام کی تحریک تیسری دنیا میں کامیابی سے اپنے قدم جما چکی ہے اور خود جمہوریہ جرمنی میں قریباً دو سو جرمن باشندے اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں۔ آپ نے اس انقلاب کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے بعض پروگراموں پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ عنقریب قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک جدید پریس قائم کیا جائے گا اور قرآن مجید کے دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم شائع کرنے کے خاص انتظامات کئے جائیں گے۔ آپ نے بتایا کہ ان پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے روپیہ ان چندوں سے آتا ہے جو جماعت احمدیہ کے افراد اپنی آمدنی کے دسویں یا سولہویں حصہ کی صورت میں باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ جماعت احمدیہ نے حال ہی میں افریقہ میں ۱۵ طبی مراکز اور تیس اعلیٰ تعلیم کے مدارس قائم کئے ہیں آئندہ سات سالوں میں ان کی تعداد علی الترتیب پچاس اور اسّی کر دی جائے گی۔ مجموعی طور پر دنیا میں جماعت کے ممبران کی تعداد ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔

(۳)

سفید ریش واجب الاحترام بزرگ حضرت مرزا ناصر احمد نے بڑے قرینہ سے بندھی ہوئی پگڑی زیب سر کی ہوئی تھی۔ آپ نے مرد حاضرین سے مصافحہ کر کے ان کے سلام کا جواب دیا۔ لیکن خواتین سے ہاتھ نہیں ملایا۔ آپ روانی سے انگریزی میں گفتگو فرماتے رہے اور بہت خوش خلقی اور ملاطفت سے پیش آئے۔ ایک پریس کانفرنس میں آپ نے اخبار نویسوں کے سوالوں کے جواب دیئے۔ آپ نے دنیا سے تعلق رکھنے والے معاملات اور مسائل کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ کی گفتگو جوامع الکلم کی آئینہ دار تھی۔ ٭

انگلستان کا موسم بہار

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور دورہ کے تاثرات

(مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔ اے مبلغ انگلستان ربوہ)

انگلستان کی سرزمین اس لحاظ سے واقعی بہت خوش قسمت ہے کہ اسے متعدد بار خلفائے مہدی دوراں کے قدم چومنے کی سعادت نصیب ہو چکی ہے خدا تعالیٰ نے چاہا تو وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ ان بابرکت قدموں کی کرامت کے نشانات ایک واضح حقیقت کے طور پر دنیا میں ظاہر ہوں گے۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ ۱۹۲۴ء اور ۱۹۵۵ء میں انگلستان تشریف لے گئے اور ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اب تک تین بار اس سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرما چکے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا حالیہ دورہ ۱۴ر جولائی ۱۹۷۳ء سے لیکر ۲۴ر ستمبر ۱۹۷۳ء تک جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کے اس عاجز پر ان گنت احسانوں میں سے کیسا عظیم احسان ہے کہ اس حالیہ تاریخی دورہ کے موقع پر اس عاجز کو بھی اپنے پیارے آقا کی خدمت میں حاضر رہنے اور برکات حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان برکات کا ایک اجمالی تاثر یہ تھا کہ جب حضرت اقدس کے ارشاد کی تعمیل میں حضور کی واپسی سے ایک روز قبل خاکسار پاکستان واپس آنے کے لئے روانہ ہوا تو ایک روز بعد کراچی کے ہوائی اڈہ پر بھی حضور کے استقبال کی سعادت حاصل ہوئی۔ [illegible] آیا اس عرصہ میں احباب جماعت سے ملاقات اور گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ اور واپسی کے ضمن میں یہی بات ہو رہی تھی، ایک دوست نے پوچھا کہ آپ لندن سے آتے ہیں ان دنوں لندن کا موسم کیسا تھا؟ میں نے بے ساختہ عرض کیا کہ کل تک تو یقیناً لندن میں بہار کا موسم تھا! واقعی یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا لندن میں قیام کا عرصہ کسی لحاظ سے بھی بہار سے کم نہ تھا۔ حضور کا ہنستا مسکراتا ہوا چہرہ ایک کھلے ہوئے گلاب کی مانند سا ہے جو دل کو تر و تازگی بخشتا تھا اور اس پر حضور کا لطف و احسان اور محبت بھرا سلوک عشاق کے دل میں خوشی و مسرت کی ایک عجیب کیفیت پیدا کر دیتا تھا۔

لندن میں قیام کے دوران حضور کا سارا وقت بے انتہا مصروف گذرا۔ ڈاک کی آمد کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا جس طرح ربوہ میں ہوتا ہے موصول ہونے والے سینکڑوں خطوط کا بنفس نفیس مطالعہ کرنا ان پر نوٹ لکھنا، ہدایات دینا، جوابات کے خطوط پر دستخط کرنا، یہ پورے دن کا کام ہوتا ہے لیکن حضور کو اپنی گوناگوں مصروفیات کے اس ایک شعبہ کے علاوہ نہ جانے کتنے اور امور کی سرانجام دہی کے لئے بھی وقت نکالنا پڑتا تھا۔ سننے میں آیا ہے کہ رومن کیتھولک کلیسا کا سربراہ پوپ تو ہر صبح موصول ہونے والی ڈاک کے بند تھیلے کو ہاتھ لگا کر برکت دے دیتا ہے پھر سارا کام اس کے ساتھیوں کے سپرد ہو جاتا ہے۔

سوائے چند خطوط کے پوپ کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کس نے خط لکھا ہے اور کیا لکھا ہے؟ اسکے مقابل پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ہر خط کو خود ملاحظہ فرمانا اور جواب ارشاد فرمانا کس قدر وضاحت سے اس حقیقت کو ثابت کرتا ہے کہ ایک زندہ اور فعّال رُوحانی قیادت اور اس دنیا کی رسمی اور روایتی قیادت میں بُعد المشرقین ہے

انفرادی اور اجتماعی ملاقات حضور کی مصروفیات کا ایک شعبہ ہے لندن کے قیام میں کم و بیش ہر روز ہی جاری رہتی تھی۔ حضور کا ملاقات کا طریق بھی کیا دلنشین ہے۔ ہر آنیوالے سے حضور کا کھڑے ہو کر ملنا، ایک محبت بھری مسکراہٹ اور پیار کا کلمہ مسافت اور انتظار کی سب کوفت دُور کر دیتا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالےٰ نے ایسی مشفقانہ طبیعت اور ایسا حافظہ عطا کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ہر ملنے والے سے حضور ان کے ذاتی اور خاندانی حالات اس قدر تفصیل سے ذکر فرماتے کہ اکثر ملنے والوں نے بعد میں بڑی محبت اور رقت کے انداز میں ذکر کیا کہ ہمارا تو خیال تھا کہ حضور کو ہمارا نام تک بھی معلوم نہ ہوگا لیکن حضور نے تو نہ صرف ہمارا بلکہ ہمارے کئی رشتہ داروں کا ذکر کرکے ہمیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ لندن تشریف لانے کے دوسرے روز حضور نے سب دوستوں کو انفرادی طور پر ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ یہ مجلس تقریباً تین گھنٹے تک جاری رہی۔ اس سارے عرصہ میں حضور کھڑے ہو کر احباب سے ملتے رہے اور اپنی دلآویز مسکراہٹ سے سب کو شادکام فرماتے رہے کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ حضور کو معلوم ہوا ہو کہ کوئی دوست ملاقات کے لئے آئے ہیں اور حضور نے انہیں ملاقات کا موقعہ نہ دیا ہو۔ ایک روز صبح سے دوپہر تک ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ کچھ دوست دیر سے آئے تو انہیں یہ معذرت ہوا بھی تھے لیکن ان کی شدید خواہش تھی

کہ کسی طرح ملاقات کی صورت بن سکے۔ مکرم و محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تو حضور اسی وقت نیچے تشریف لائے اور اپنے ان خدام کو ملاقات کا موقعہ عطا فرمایا۔

ایک اتوار کو ملاقات کے لئے دوست اس کثرت سے تشریف لائے کہ صبح دس بجے سے لیکر شام کے ساڑھے چھ بجے تک (نماز ظہر و عصر اور کھانے کے وقفہ کے علاوہ) ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس قدر لمبی نشست کے باوجود حضور نے فرمایا کہ جب تک سب دوستوں سے ملاقات نہیں ہو جاتی یہ سلسلہ جاری رہے۔ لمبی ملاقاتوں کے باوجود حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے چہرہ پر مسکراہٹ ہر وقت موجزن رہتی ہے۔ حضور کی پاکستان واپسی سے قبل خدام الاحمدیہ لندن نے حضور کے اعزاز میں چائے کی دعوت کا اہتمام کیا۔ اس میں ان خدام کو خاص طور پر حضور کے قرب میں بٹھایا گیا جنہوں نے مختلف مواقع پر دن رات حضور کی خدمت میں صرف کئے تھے۔ حضور اس دعوت میں تشریف لائے تو علالت طبع کی وجہ سے طبیعت کچھ زیادہ بشاش نہ تھی لیکن اپنے ان پیارے خدام سے مل کر اور بات چیت کرکے حضور کی طبیعت فوری طور پر بحال ہو گئی اور حضور کی مخصوص دلآویز مسکراہٹ چہرہ پر عود کر آئی۔

ملاقاتوں کے ضمن میں نائیجیرین احمدی بھائی جناب وزیری عبیدو صاحب کی حضور سے ملاقات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے یہ نہایت قابل اور مخلص احمدی دوست جو گورنمنٹ میں ایک ممتاز عہدہ پر فائز ہیں حضور کے دورہ افریقہ کے دوران جماعت میں شامل ہوئے تھے آپ رات دس بجے کے بعد مشن ہاؤس تشریف لائے۔ حضور اس وقت آرام فرما رہے تھے۔ اطلاع ملنے پر حضور ازراہِ شفقت اسی وقت تیار ہو کر اوپر تشریف لائے۔ جب وزیری عبیدو صاحب کو معلوم ہوا کہ حضور اتنی رات ہو جانے کے باوجود ابھی ان سے

ملنے کے لئے اوپر تشریف لا رہے ہیں تو ان کی آنکھوں میں حیرت اور خوشی کا مِلا جُلا تاثر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ حضور تشریف لائے نہایت محبت سے ملے اور دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ دوسرے روز وہ رخصت ہونے لگے تو حضور نے انہیں ایک لمبے معانقہ کا شرف عطا فرمایا۔ اس معانقہ میں نہ جانے کیا برقی اور روحانی اثر تھا کہ جب حضور ان سے رخصت ہو کر روانہ بھی ہو گئے تو ابھی وزیری عبید و صاحب اپنی جگہ پر قابلِ یقین خوشی اور مسرّت کی وجہ سے حیرت و فرحت کا مجسمہ بنے کھڑے تھے وہ خوشی کے باعث وقتی طور پر بات کرنے سے بھی قاصر تھے اتفاق سے اسی وقت ان کے لئے ایک فون آگیا انہوں نے بڑی مشکل سے اپنے جذبات پر قابو پایا اور بات کرنے کے قابل ہوسکے۔

حضور کی پُر کشش شخصیت ہر ایک کو اپنی طرف متوجہ کرتی رہی۔ حضور ایک بار سی شو میں تشریف لے گئے جہاں تھوڑی ہی دیر میں حضور لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ بارہا ایسا ہوا کہ راہ چلتے ہوئے لوگ حضور کی تصویر لینے کے لئے رُک جاتے۔ بعض آگے بڑھ کر کچھ بات کرتے اور ہمرکاب خدام سے حضور کے بارہ میں دریافت کرتے۔ ایک روز Gestetner کمپنی والوں کے دو نوجوان نمائندے حضور سے ملنے آئے۔ وہ حضور کی پُر فکر اور خیال افروز گفتگو سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جب میں ان کو رخصت کرنے لگا تو ایک نوجوان نے جو مذہباً عیسائی ہے مجھ سے کہا کہ میں نے ایسی شخصیت پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اس نے مزید کہا کہ انہوں نے اپنی کامیابی اور اپنے مشن کی ترقی کا ذکر جس یقین اور وثوق سے کیا ہے اس کو سُنکر مجھے حیرت ہوتی ہے لیکن ان کی باتوں میں اثر اور تحدی اس قدر ہے کہ شک کرنا مشکل نظر آتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان ذمہ داریوں کے ادا کرنے کے لئے غیر معمولی طاقت اور عزم بھی عطا کیا ہے اس خداداد ہمت ہی کا نتیجہ ہے کہ حضور ذہنی طور پر دن رات مصروفیت میں گزارتے رہے۔ اُٹھتے بیٹھتے ہدایات دیتے اور دن رات کے مختلف اوقات میں دنیا کے مختلف گوشوں سے تعلق رکھنے والے منصوبوں کی تکمیل اور ترقی کا جائزہ لیتے تھے۔ ایک فرد اور جماعت کے ہر فرد سے ذاتی تعلق، ساری دنیا میں پھیلے ہوئے تبلیغی، طبّی اور تعلیمی مراکز کی نگرانی اور راہنمائی، لاریب یہ کسی اولوالعزم خلیفہ برحق کا کام ہے جس کو خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت حاصل ہو، خلیفۂ وقت جہاں بھی ہو ساری جماعتی سرگرمیوں کا محور اسی کا وجود ہوتا ہے ایک موقعہ پر جب حضور شام کو تفریح کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ تو آسٹریلیا سے آئے ہوئے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ یہاں رخصت پر آئے ہوئے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں دراصل working holiday پر آیا ہوں۔ بظاہر رخصت نظر آتی ہے لیکن کام اسی رفتار سے ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔

باوجود گرانبار ذمہ داریوں اور ہمہ وقت مصروفیات کے حضرت اقدس کو اپنے خدام سے جو لگاؤ اور تعلق ہے وہ اپنی مثال آپ ہے لندن میں قیام کے دوران حضور اکثر احباب، نوجوانوں حتیٰ کہ بعض اطفال کو ان کا نام لیکر پکارتے تھے اور ملنے والے حیران رہ جاتے تھے کہ حضور کو اس قدر لوگوں کے نام کیسے یاد ہو جاتے ہیں پھر ہر شخص سے الگ الگ محبت کا سلوک اور اس کے دکھ سکھ میں شرکت کچھ اس اہتمام سے فرماتے تھے کہ ہر ایک یہی محسوس کرتا تھا۔ کہ میرے آقا کا میرے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ ملنے والا اپنی کسی بیماری کا ذکر کرتا تو حضور دعا کے ساتھ اسے اپنے پاس سے مناسب دوا بھی عطا کرتے یا راہنمائی فرماتے کہ کیا کیا جائے۔ ایک دست

محمد سلیم صاحب نے بریڈ فورڈ میں عرض کیا کہ حضور مجھے اپنا مستعمل رومال عطا فرمائیں۔ حضور نے انہیں رومال عطا کیا اور ان کی خواہش پر اس پر دستخط بھی فرما دیئے۔ مکرم خالد اختر صاحب قائد خدام الاحمدیہ لندن ایک روز اچانک بیمار ہو گئے۔ تو حضور سخت فکرمند ہوئے دستِ مبارک سے دوائی دی بار بار نبض دیکھتے رہے اور جب تک ان کے ہسپتال جانے کا انتظام نہ ہو گیا سارا وقت ان کے قریب کھڑے ہو کر دعاؤں میں مصروف رہے۔ جب حضور لیک ڈسٹرکٹ سے واپس لندن تشریف لائے تو پروگرام یہ تھا کہ خدام کی ایک کار راستہ میں ایک جگہ حضور کے قافلہ میں شامل ہو گی۔ کسی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکا اور حضور کو اس بات کا علم بھی نہ دیا جا سکا۔ حضور نے راستہ میں دو متوقع جگہوں پر بطور خاص رکنے کا ارشاد فرمایا۔ جب دونوں جگہ کار والے نظر نہ آئے تو حضور کی طبیعت بے چین ہو گئی۔ اسی اثنا میں سفر کرتے ہوئے ایک جگہ بعض اور کاریں ایک حادثہ کی وجہ سے رکی ہوئی تھیں جب حضور کی کاروں کا قافلہ وہاں سے گذرا تو حضور نے فوراً رکنے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ جا کر دیکھا جائے کہ کہیں یہ ہمارے خدام والی کار تو نہیں۔ جب یہ تسلی ہوئی کہ یہ ہمارے والی کار نہیں ہے تو تب حضور لندن کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ واقعات جو بظاہر معمولی نظر آتے ہیں حضرت اقدس کی قلبی کیفیت اور اس محبت و شفقت کے آئینہ دار ہیں جو حضور کے دل میں اپنے خدام کے لئے پائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہے کہ خاکسار کو عرصہ تین سال تک انگلستان میں تبلیغ اسلام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے میری واپسی سے قبل لندن مشن کی طرف سے ایک الوداعی تقریب منعقد کی گئی۔ حضرت اقدس کی کس قدر شفقت اور عنایت ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تقریب کو اپنی شمولیت سے رونق اور برکت عطا فرمائی غالباً یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے کہ کسی بیرونی ملک سے پاکستان واپسی کے موقع پر کسی مبلغ کی الوداعی تقریب میں خود حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی شمولیت فرمائی ہو۔ حضور نے اس موقعہ پر مجلس عاملہ انگلستان اور مبلغین انگلستان کے ساتھ فوٹو بھی کھنچوانے کے علاوہ خاکسار اور خاکسار کے والد محترم حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نزیل لندن کو بھی اپنے ساتھ فوٹو کھنچوانے کا موقع عطا فرمایا۔ اگلے روز خاکسار کی لندن سے روانگی سے قبل بھی حضور نے شرف مصافحہ و معانقہ عطا فرمانے کے بعد دعا فرمائی۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو مشاہدہ کرنے، حضرت اقدس کی کسی قدر خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد حضور کی بابرکت دعاؤں کے جلو میں خاکسار واپس مرکز سلسلہ میں حضور کے قدموں میں حاضر ہو گیا ہے۔ دل میں یہی تمنا اور آرزو ہے کہ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمتِ اسلام اور احمدیت میں گزرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خدمت کی توفیق دے اور پھر اپنی عنایت سے اسے قبول بھی فرما لے۔ آمین

ؔ جانم فدا شود برہ دینِ مصطفےٰؐ
ایں است کام دل اگر آید میسرم

الفرقان کا "النبی الخاتم نمبر"

"النبی الخاتم نمبر" انشاء اللہ دسمبر میں جلسہ سالانہ پر شائع کیا جائے گا۔ یہ نمبر عام رسالہ سے ضخامت میں بڑا ہوگا اس لئے ماہ نومبر کا الفرقان شائع نہیں ہوگا۔ اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین اور منظوم کلام ۱۰ نومبر تک بھجوا دیں۔

خاکسار ملک محمد عبداللہ منیجر ماہنامہ الفرقان۔ ربوہ

ذکرِ مہدیٔ دوراں

از محترم جناب آفتاب احمد صاحب بسمل (کراچی)

خدا نے آج پھر توفیق دی مجھ کو کہ حاضر ہوں
مسیحِ پاک کا کچھ تذکرہ کرنے کو دعا میں نوں

مگر کم مائیگی اپنی کا بھی احساس ہے مجھ کو
علوِ شانِ حضرت کا بھی احساس ہے مجھ کو

حضورِ مہدیٔ دوراں پہ گلہائے عقیدت ہیں
صمیمِ قلب سے نکلے ہوئے اشعارِ مدحت ہیں

صدی جب چودھویں آئی تو ظلمت انتہا پر تھی
نہ تھا روحانیت کا شائبہ ہر روح مضطر تھی

ہوا فضلِ خدا دریائے رحمت جوش میں آیا
مسیحِ پاک کو اللہ نے مبعوث فرمایا

باذن اللہ حضرت نے کیا آغاز بیعت کا
مقدس سلسلہ قائم ہوا رشد و ہدایت کا

کچھ اس انداز سے اصحاب کی اصلاح فرمائی
کہ دورِ اوّلِ اسلام کی تصویر ابھر آئی

یہ تھا ادنیٰ کرشمہ قوتِ قدسی حضرت کا
قدم روحانیت کی اوج پر پہنچا جماعت کا

کیا پھر دین کو زندہ۔ شریعت کو کیا قائم
براہیں سے کیا پھر غلبۂ اسلام کو دائم

محمد مصطفےٰ سے کر کے کسبِ فیضِ روحانی
ہر اک سُو آپ نے پھیلا دیئے انوارِ قرآنی

ہوئے محو ایسے اپنے آقا و مولا کی طاعت میں
کوئی دوئی رہی باقی نہ سرشارِ محبت میں

ہوا آغاز دورِ خسروی حضرت کے آنے پر
مسلماں کو مسلماں پھر بنایا آپ نے آکر

بفضلِ ایزدی کی آپ نے کسرِ صلیب ایسی
کہ دینِ عیسوی کی جڑ پہ گویا اک تبر رکھ دی

کیا ابطال اک سمت آریہ مت کے عقائد کا
شواہد سے کیا اسلام ثابت بابا نانک کا

غرض ہر رنگ میں اسلام کو فتحِ مبیں بخشی
جمالِ مصطفےٰ سے ساری دنیا جگمگا اٹھی

سلام اس پر جری اللہ فرمایا جسے حق نے
مقدر ہے جہاں میں دیں کا غلبہ جس کے ہاتھوں سے

سلام اس پر محمد کا جو فرزندِ گرامی ہے
غلامِ احمدِ مختار جس کا نامِ نامی ہے

سلام اس پر کہ خود آقا نے بھیجا ہے سلام اس کو
بڑی شفقت سے بھیجا ہے محمد نے پیام اس کو

قسم ہم کو کہ ہم اسلام کا پرچم اڑائیں گے
محمد کی غلامی میں زمانے بھر کو لائیں گے

فیضانِ جمیل

محترم جناب نسیم سیفی صاحب

ہے رواں ختمِ رسل کا اب بھی فیضانِ جمیل
مہدئ معہود ہیں اس بات کی مسکت دلیل

کچھ تو نا سمجھی سے ہیں اس چشمۂ حیواں سے دور
کچھ سمجھ کر بھی تعصب سے بنے اشقیٰ عقیل

جو قلم کے دبدبے کی دھمکیاں دیتے ہیں آج
کل عوام الناس کی نظروں میں وہ ہونگے ذلیل

قلّت و کثرت کے اسرارِ نہاں کھل جائیں گے
اِس طرف تقدیسِ کعبہ، اُس طرف اصحابِ فیل

اپنی لسانی کو جو خود پھونکنا کہتا رہا
خوب ہے شورش بنا ہے اس بخاری کا مثیل

سایۂ دیوارِ میخانہ میں لکھتے جائیے
ساغر و جام و سبو کی کچھ حکایاتِ ثقیل

شاعرِ شاہنامۂ اسلام نے کس لی کمر
اپنی راہِ ارتقا میں یہ بھی ہے اک سنگِ میل

کثرتِ اعداد سے ہم کس طرح ڈر جائیں نسیم
خواجۂ کونین کی اک اک دعا ہے اک فصیل

لہ بیانِ امیرِ شریعت ۱۹۵۹ء (از جناب نیاز مرزا)

عفو و محبت یا انتقام

(از مکرم مولوی عبدالباسط صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ)

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ جس کے دروازے بنی نوع انسان میں سے ہر ایک فرد کے لئے برابر کھلے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مشن کَافَّةً لِلنَّاسِ ہے اور اس مشن کی تکمیل اخوت و محبت کی ٹھنڈی چھاؤں میں ہوتی ہے جو تبلیغ کا سب سے بہتر اور مؤثر ذریعہ ہے۔

قرآن مجید نے اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کہکر ہر شخص کو جو اسلام کی پر حکمت تعلیم کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والا ہو عمدہ وعظ و نصیحت کا رنگ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ کہ مخاطب سے ایسے رنگ میں گفتگو کی جائے جس سے بہتر اور عمدہ رنگ میں گفتگو کرنا ممکن ہی نہ ہو۔ اسی ضمن میں قرآن مجید کی یہ قابلِ صد رشک تعلیم بھی سامنے آتی ہے کہ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۔ یعنی مخالفین کے جارحانہ اقدامات کے دفاع میں بھی بہترین طریق اختیار کیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں دشمن بھی اپنی دشمنی ترک کر کے گرمجوش دوست بن جائے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بھی یہی راہنمائی کرتا ہے۔ کہ آپ نے دعوت و تبلیغ اسلام میں ہمیشہ نرمی پیار اور محبت کا رنگ اختیار فرمایا۔ آپ کا ارشاد ہے۔ کہ بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَا الْمُعَسِّرِيْنَ کہ تمہارا قیام اس غرض سے ہے کہ تم لوگوں کے فائدہ اور بہتری کے کام کرو۔ لیکن ان کے لئے کسی طرح کی تنگی اور تکلیف کا باعث نہ ہو نیز فرمایا بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا کہ تم لوگوں میں بشارت اور خوشخبری پھیلاؤ نہ کہ نفرت و بیزاری۔ ان ارشادات اور پاک نمونہ کے نتیجہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے فدائی اور جاں نثار صحابہ ملے کہ جن کی فدائیت اپنی مثال آپ ہے۔ اور یہ فدائیت ہی ثابت کرتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم محبت کا شکار رہتے۔ ورنہ اور کوئی ذریعہ انہیں اس طرح فدائی نہیں بنا سکتا تھا۔ یہاں یہ ذکر بھی باعث دلچسپی ہوگا کہ عیسائیت (جو بنیادی طور پر گو ایک تبلیغی مذہب نہیں ہے) اپنی تبلیغ میں ایک ایسا طریق و رستہ اختیار کرتی ہے جو قریب لانے کی بجائے نفرت و بیزاری پیدا کرتا ہے۔

عیسائیوں کے مشہور عالم عقیدہ کفارہ کی بنیاد یہ ہے کہ حضرت آدمؑ سے گناہ سرزد ہوا۔ یہ گناہ آپ کی اولاد میں بھی سرایت کر گیا۔ اور اب جو بچہ بھی اس دنیا میں آتا ہے وہ اپنے ساتھ گناہ کے بداثرات اور آلودگی ضرور لیکر آتا ہے۔ بنی نوع انسان کے اس طرح گناہ گار ہونے سے یہ لازم آیا کہ خدا تعالےٰ ان کو سزا دے کیونکہ وہ بڑا ہی عادل ہے اور اس کے عدل کا تقاضا یہ ہے کہ گناہ گار ضرور

سزا پائے ۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے عدل پر حرف آتا ہے ۔ کفارہ کی اس بنیاد کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے متعلق جو تصور ذہن میں آتا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ وہ کوئی بہت ہی خوفناک قسم کی ہستی ہے ۔ جو گناہ اور غلطی کو بھلانے یا معاف کرنے کی اتنی طاقت اور صلاحیت بھی نہیں رکھتی ۔ جتنی ایک عام انسان میں ہوتی ہے ۔ اور یہ بھی کہ اس کا جذبہ سزا و انتقام صرف گناہ گار انسان کو سزا دینا کافی نہ سمجھتے ہوئے ہمیشہ کے لئے گناہ کو نسلِ آدم میں قائم رکھتا ہے تا سزا دینے اور انتقام لینے کا رستہ ہمیشہ کھلا رہے ۔

ہر وہ شخص جس نے پادری صاحبان کی تقریریں اور تبلیغی مجالس سُنی ہوں گی اس نے انہیں خدا تعالیٰ کے متعلق یہ خوفناک تصور پیش کرتے ہوئے ضرور سنا ہوگا ۔ اور یہ دیکھا ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت اور صفت تواب و غفور کا ذکر تو شاذ ہی کبھی کریں ۔ مگر اپنے وعظ کو مؤثر بنانے کے لئے اس کے انتقام و سزا اور عذاب کا ذکر ایسے خوفناک رنگ میں کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اور مذہب سے ہر قسم کی رغبت اور دلچسپی یکسر ختم ہو جاتی ہے ۔ موجودہ دور میں مذہب سے بے رغبتی اور بیزاری کی رَو پیدا کرنے میں اس روایتی عقیدے "کفارہ" اور اس طرز تبلیغ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اس کا علاج ، بشارت اور امید کا مندرجہ ذیل قرآنی پیغام ہے ۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔

کہدو کہ اے میرے بندو! جو اپنے آپ پر زیادتی کر کے گناہ گار ہو گئے ہو ، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو ۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر سکتا ہے ۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے ۔

پس اسلام کی تعلیم عفو رحمت پر مبنی ہے ۔ خود اسلام کے معنی صلح اور سلامتی کے ہیں ۔ اور اسلام کی اسی محبت اور سلامتی کا یہ کرشمہ تھا ۔ کہ تھوڑے سے عرصہ میں یہ سارا دنیا میں پھیل گیا ۔

قارئین کرام سے درخواست

۱۔ رسالہ کی توسیع اشاعت کے لئے تعاون فرمائیں ۔ خود خریدار بننے کے علاوہ اپنے دوست احباب میں بھی تحریک فرمائیں اپنے علاقہ کی لائبریریوں اور تعلیمی اداروں کے نام رسالہ اپنی طرف سے جاری کروائیں ۔ یہ نیکی ایک صدقہ جاریہ کے طور پر آپ کے لئے ثواب کا ذریعہ بن جائے گی ۔

۲۔ رسالہ کی مالی اعانت فرمائیں الفرقان ایک تبلیغی رسالہ ہے جو بہت سے طالبانِ حق کے نام بلا قیمت ارسال کیا جاتا ہے صاحبِ استطاعت احباب اس طرف توجہ فرمائیں ۔

۳۔ علمی مقالات ، مفید حوالہ جات اور اخبارات کے ضروری تراشے اشاعت کے لئے ارسال فرماتے رہیں ۔ اب "النبی الخاتم نمبر" زیر ترتیب ہے اس کے لئے مقالات اور منظومات وغیرہ ۱۰ر نومبر تک ضرور ارسال فرما دیں ۔

(ادارہ)

"احمدیت کی یہ تاریخ ہے آپ اپنی نظیر"

(نتیجۂ فکر جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم تلونڈی راہ والی ضلع گوجرانوالہ)

احمدیت کی یہ تاریخ ہے آپ اپنی نظیر — مولوی دوست محمد نے جو کی ہے تحریر
حال و ماضی کے جہاں اس میں ہیں حالات ایسے — کھینچکر رکھ دی ہے قرطاس پہ گویا تصویر
بندے کوزے میں سمندر کو کیا ہے ایسا — چھٹنے پائی نہیں حالات کی کوئی زنجیر
وہ حقیقت جو تھی ماضی کے دھندلکوں میں نہاں — بن گئی صفحۂ کاغذ پہ سراپا تنویر
یوں چلے آتے ہیں آنکھوں میں گذشتہ ایام — دیکھی جاتی ہے کسی پردہ پہ جیسے تصویر
ماضی و حال کو مربوط کیا ہے ایسے — بن گئی ایک دل آویز مسلسل زنجیر

اس کی ہر سطر میں ہے لالہ و گل کا جلوہ
اس کا ہر صفحہ ہے ہمرنگِ فضائے کشمیر

کس طرح قہر ہوا اُس پہ خدا کا نازل — کی کبھی مہدئ موعود کی جس نے تحقیر
وہ جو شامل ہوئے خدامِ مسیحا میں لوگ — کس طرح دنیا میں افزوں ہوئی انکی توقیر
حق کی تائید میں ظاہر ہوئیں کیا کیا آیات؟ — کیسے کیسے ہوئی مشہود دُعا کی تاثیر
کیسے کیسے دیئے پھل نخلِ صداقت نے عجیب — کس طرح کرتی گئی کام خُدا کی تقدیر
بول بالا ہوا اپنوں کا جہاں میں کیسا — کیسے اعداء کی ہوئی خائب و خاسر تدبیر
ہوگئی دیکھتے ہی دیکھتے کیونکر ٹھنڈی — اُٹھ کے طوفاں کی طرح تندئ و جوشِ تکفیر

کون ہو سکتا ہے تکمیل میں اس کی حائل — عرش پر جس کی خدا رکھے بنائے تعمیر
زلزلے آئے بگولے اٹھے طوفاں پہنچے — کر سکا کوئی نہ مردانِ خدا کو نخچیر
کیسے محمود نے کر کے یہ دکھایا ثابت — ہے خلافت پہ جماعت کا مدارِ توقیر
جتنے دشمن تھے وہ سب مٹ گئے اک اک کر کے — ماننے والوں کی ہوتی گئی ہر سو تکثیر
کامیابی کسی بدخواہ کو حاصل نہ ہوئی — کارگر ہو نہ سکی کوئی عدو کی تدبیر
اہلِ لاہور کا کیا حشر ہوا ہے معلوم — اور پھر مصری و ملتانی نے کی جو تشہیر

جو بھی فتنہ تھا ہوا ریت کی ثابت دیوار
گو تناور تھے سب ان کے بظاہر شہتیر

گر کبھی کوئی منافق ہوا فتنہ پرداز — کر دی احباب کی اللہ نے اس سے تطہیر
لطفِ باری نے جماعت کو کیا حصنِ حصین — دشمنوں نے کئے سب قلعے ہوا میں تعمیر
پوری تفصیل سے آغاز سے لیکر ابتک — سلسلے کے ہیں شب و روز سب اس میں تحریر
مولوی دوست محمد کو خدا دے توفیق — ان کے ہر کام میں ہوتی رہے پیدا تیسیر
یونہی جاری رہے تاریخ نویسی کا کام — ہونے پائے نہ کسی رنگ میں اس میں تقصیر

ان کی تسنیم ہر اک سعی ہو سعیِ مشکور
ان کی محنت کا صلہ فضلِ خدا کی تبشیر

غلبۂ اسلام کے متعلق پیشگوئیاں

(از محترم میاں محمد ابراھیم صاحب مبلغ امریکہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خوشخبری دی کہ اسلام تین سو سال کے اندر اندر دنیا میں پھیل جائے گا۔ اسلام تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آئے گا۔ یہاں تک کہ اسلام کے مقابلہ میں دیگر ادیان کی حیثیت بالکل معمولی ہوگی۔ غلبۂ اسلام کی شان و شوکت اور قوتِ ایمان سے بھرپور پیشگوئیاں بانیٔ سلسلہ کے ملفوظات اور تحریرات تک ہی محدود نہیں حضور علیہ السلام کے خلفاء نے بھی الہیٰ القاء کے ماتحت اسلام کی ترقی کے زمانہ کی تعیین کی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۴۵ء میں ارشاد فرمایا کہ بیس سال تک احمدیت کی ساکھ قائم ہوجائے گی۔ اور اسلام کی سرفرازی و سربلندی کے آثار نمایاں ہوجائیں گے چنانچہ ۱۹۶۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی خلافت سے اسلام کی شوکت کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ جو انشاء اللہ بیس سے پچیس سال تک اپنے جوبن تک پہنچیں گے۔ اور پیشگوئیوں کے مطابق غلبۂ اسلام کے حامل و مظہر ہوں گے۔

اس مادی دور میں ظاہری نظر میں دنیا داروں کو اسلام کا غالب آنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ مغربی دنیا بلکہ امریکہ میں جہاں مجھے بسلسلہ تبلیغ آئے پانچ ماہ ہوچکے ہیں۔ مذہب اس قدر پیچھے رہ چکا ہے اور مادیت اور غیر مذہبیت اس قدر حاوی ہوچکی ہے۔ نام نہاد تہذیب و تمدن اس قدر ترقی کر چکا ہے۔ کہ یہ باور کرنا کہ اب مذہب اپنا کھویا ہوا مقام کبھی حاصل کر سکے گا۔ ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ وزن نہیں رکھتا۔ علاوہ امریکہ جہاں بے راہ روی۔ اور عیاشی کی ہر چیز کو قانونی تحفظ حاصل ہو، جہاں عورتوں کی بے پردگی انتہاء کو پہنچی ہوئی ہو۔ جہاں sex کو دس بارہ سال کی عمر سے ہی باقاعدہ بطور نصابی مضمون کے پڑھا جاتا ہے جہاں اخبارات میں روزانہ جنسی امور پر خطوط اور مضامین شائع ہوتے ہیں۔ جہاں Play boy کے سے میگزین لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں جن میں عورتوں کی عریاں تصاویر شائع ہوتی ہیں۔ الغرض جہاں اس قدر عریانی و آزادی ہو۔ جہاں کثیر التعداد و بے شمار کی تعداد میں ہر تیسرا مرد و عورت طلاق یافتہ ہے۔ جہاں خاندانی سسٹم کا طریقِ زندگی کا کوئی تصور ہی نہیں۔ جہاں مذہب کی ... ہر کوئی بات ہی نہیں۔ پادریوں نے مذہب کو صرف اپنی ذاتی مفاد کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ ایسے ماحول میں بعض ایسے اللہ کے بندے بھی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی اسلام کی ترسیع و تبلیغ سے متعلق پیشگوئیوں پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اصلی امریکن باشندوں میں سے ہیں۔ اسلام سے متعلق ہر قسم کا علم رکھتے ہیں۔ احمدیت پر ان کا پختہ یقین ہے۔ نمازیں و نوافل وغیرہ بڑے ذوق و شوق سے ادا کرتے ہیں۔ انگریزی تو ان کی مادری زبان ہے وہ عربی اور اردو سیکھنے کی بھی تڑپ رکھتے ہیں۔

اور احمدیت پر ہمارا جس قدر پختہ یقین ہے ان میں موجود ہے۔

انہیں اس پر پورا پورا عبور حاصل ہے۔ سلسلہ کے ساتھ انہیں عشق ہے وہ امریکی تہذیب وتمدن سے بیزار ہیں۔ اسے حقیر سمجھتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیم اور اسلامی طرزِ حیات کو ہر لحاظ سے اعلیٰ وارفع قرار دیتے ہیں۔ بلکہ میرے لئے یہ امر انتہائی مسرت وانبساط بلکہ ایمانی تقویت کا موجب ہے کہ ہمارے بعض امریکی بھائیوں کی بیویاں باقاعدہ پردہ کرتی ہیں۔ گویا یہ لوگ اسلام کی طرف آرہے ہیں۔ اور یہ امریکی نومسلم بھائی اور بہنیں اسلامی رنگ میں سرشار اسلام کی عالمگیر ترقی پر پُرایمان، پُرامید اور فعّال، نیا آسمان اور نئی زمین بنانے پر تُلے ہوئے۔ اور دوسری طرف امریکی عوام کی مذہب سے بے رغبتی اور بیزاری۔ یہ دو مختلف رَوئیں ہیں جو مختلف سمتوں میں چل رہی ہیں اور قرائن بتا رہے ہیں کہ حامیانِ مذہب اور اسلام کا علمبردار گروہ جو اگرچہ نسبتاً تعداد میں کم ہے انشاء اللہ العزیز مخالف گروہ جو فی الوقت بدمست اور اپنی لے میں مگن ہے، پر ایمانی جرأت اور اعتماد کے طفیل غالب آکر رہے گا۔

احمدیت کا اصل مقابلہ عیسائیت سے ہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کی اصل غرض بھی عیسائیت کو نیست ونابود کرنا ہی قرار دی ہے۔

اسلام اپنے قدم جما رہا ہے اور عیسائیت مشیّتِ الٰہی کے مطابق پسپا ہو رہی ہے۔ تمام وہ اصول جو مذہب کی بنیاد ہوتے ہیں۔ عیسائی دنیا ان کو خیرباد کہہ رہی ہے۔

پولوس نے کہا تھا کہ اگر مسیح مر کر زندہ نہیں ہوا۔ تو ہمارا مذہب غلط اور باطل ہے۔ [illegible] مسیح موعود علیہ السلام نے اس حقیقت کا اظہار کیا تھا کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ محض غشی کی حالت میں ان کو صلیب سے اتار لیا گیا تھا۔ اور اسی حالت میں وہ قبر میں رہے۔ اور اسی غشی کے عالم سے بیدار ہوئے۔ گویا وہ یونس علیہ السلام کی طرح زندہ ہی (مچھلی کی مانند) قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی باہر نکل آئے۔ عیسائیت کے بطلان کا اللہ تعالیٰ اُسی زمانہ سے سامان کر رہا ہے۔ اور آسٹن محقق اور مصنف حضور علیہ السلام کے نظریہ کی تصدیق کر رہے ہیں۔ "کفن مقدس" کا انکشاف، اس پر ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کی تحقیق۔ عیسائیت کے کفن میں آخری کیل گاڑ رہے ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کے مذاہب پر "ہولی شراؤڈ" کاری ضرب ہے۔ یہودیوں کا اصرار تھا۔ کہ مسیح علیہ السلام نعوذ باللہ کاذب تھے۔ اسی لئے تو وہ صلیب پر فوت ہو گئے۔ عیسائی کہتے تھے کہ نہیں۔ وہ لعنتی موت نہیں مرے بلکہ مرنے کے بعد تیسرے دن جی اُٹھے اب ان دونوں کے بنیادی عقائد کی یہ کفن تغلیط کر رہا ہے لیکن صدیوں تک ایک عقیدہ پر قائم رہنے کے بعد۔ اس عقیدہ کو جھوٹا مان لینا۔ یہ موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ بھلا پوپ اور کلیسیا کے بڑے بڑے راہب اور پادری یہ کب باور کر سکتے ہیں کہ مذکورہ کفن کے بارہ میں کوئی ایسی آخری رپورٹ آجائے۔ جو ان کی حکومت کو ہی ختم کر دے ڈاکٹروں کی رپورٹ آجاتی ہے تو سائنسدانوں کا بورڈ بٹھا دیتے ہیں کہ کسی طرح وہ کہہ سکیں کہ کفن پر ابھی تحقیقات ہو رہی ہے۔ اور حرفِ آخر کے طور پر کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی۔ ساتھ ہی ساتھ خود یہودی اور عیسائی مصنف اور تاریخ دان اپنی تاریخ شائع کر رہے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام حقیقۃً صلیب پر

(باقی بر صفحہ ۳۸ کالم ۱)

عربی زبان میں دخیل الفاظ

از محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائل پور

محترم شیخ صاحب کا ایک مضمون لفظ صراط کی تحقیق" الفرقان کے گذشتہ شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ یہ پروفیسر جیفری کی کتاب" قرآن میں غیر عربی الفاظ" کے متعلق میں لکھا گیا تھا یہ مضمون بھی اس کتاب کے جواب کی ایک کڑی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے عربی زبان کو بدلائل ام الالسنہ قرار دیا ہے۔ محترم شیخ صاحب نے اس سلسلہ میں ایک لمبی تحقیق فرمائی ہے۔ اور اس کے متعلق انگریزی زبان میں ایک مفید اور ضخیم کتاب بھی تحریر کی ہے۔ (الفرقان)

قوموں اور ملکوں کے باہمی تعلقات۔ سیر و سفر۔ سیاحت سفارت اور تجارت کے نتیجے میں ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جو دخیل یا مستعار (LOAN) الفاظ کہلاتے ہیں۔ ایسے الفاظ کی بعض خصوصیات حسب ذیل ہیں:-

(ا) دخیل الفاظ اسماء ہوتے ہیں نہ کہ مصادر۔ مسلمانوں کی حکومت یورپ کے بعض حصوں پر سات آٹھ سو سال تک رہی اور یورپ کی زبانوں میں تقریباً ایک ہزار عربی الفاظ داخل ہو گئے۔ یہ سب اسماء ہیں۔ مصدر ان میں سے ایک بھی نہیں ایسا ہی انگریز تقریباً ڈیڑھ سو سال تک ہندوستان پر حکمران رہے۔ اور بہت سے انگریزی الفاظ اردو میں داخل ہو گئے یہ سب کے سب اسماء ہیں۔ مثلاً ریل، ہسپتال، ڈاکٹر وغیرہ

(ب) دخیل الفاظ بالعموم اصطلاحیں ہوتی ہیں جن کو اسی شکل میں دوسری زبان اختیار کر لیتی ہے۔ اور یہ اصطلاح سہولت اور آسانی کا موجب ہوتی ہے۔

(ج) بالعموم دخیل الفاظ کی وجہ تسمیہ عربی زبان میں واپس آنے پر ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ مصدری حالت میں دوسری زبان میں عموماً وہ لفظ نہیں ملتا۔ بلکہ اسی حالت میں پایا جاتا ہے (دیکھو زیر لفظ ناولون و سینک و شبوق)

(د) دخیل الفاظ کے اشتقاقات نہیں ہوتے بلکہ وہ اسی حالت میں اجنبی کی طرح رہتے ہیں۔

(ھ) چونکہ دخیل الفاظ اصطلاحی ہوتے ہیں اس لئے اکثر ان کی بنا اور وجہ گم ہو جاتی ہے۔ اس ذیل میں دواؤں، درختوں، ملکوں، پیشوں، جانوروں، صنعت و حرفت وغیرہ سے متعلقہ الفاظ ہیں۔ لیکن اگر ایسے الفاظ کی بنا معلوم ہو سکے۔ تو وہ بھی عربی الفاظ ثابت ہوں گے۔

(و) اسمائے اعلام بھی اصطلاحی الفاظ ہوتے ہیں۔ اگر ان کی بنا معلوم ہو سکے۔ تو وہ بھی عربی مادوں پر مبنی ثابت ہوں گے۔ خاکسار کی کتاب "English Traced to Arabic" میں قریباً ڈیڑھ سو انگریزی نام عربی زبان پر مبنی ثابت کئے گئے ہیں۔ مثلاً البرٹ۔ فلپ وغیرہ۔ ناظرین کتاب مذکور میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(ز) مندرجہ بالا امور کی روشنی میں ہم عربی زبان میں دخیل یا معرب الفاظ کی سراغرسانی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ الفاظ بھی اسماء

بھی ہیں۔ جو مختلف زبانوں سے عربی زبان میں داخل ہوگئے ہیں اور بظاہر بدیسی اور اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔ مگر در اصل وہ عربی مادوں پر ہی مبنی ہیں

نوٹ :۔ درج رہے کہ الفاظ ذیل کی سراغ رسانی باقاعدہ فارموں کے ماتحت حسابی طریق پر کی گئی ہے۔ واپسی کے بعد یہ الفاظ ثلاثی ہوں گے اور اپنی وجہ تسمیہ بھی بیان کریں گے۔ یہ دونوں وصف غیر زبان میں اکثر نہیں پائے جائیں گے۔

از انگریزی

۱۔ رستق۔ کسان۔ دیہاتی مجازاً ناخواندہ اور نا تربیت یافتہ
فارسی میں یہ لفظ "رستاق" ہے اور پھر فارسی نے اسے مرخم کرکے "روستا" بنا لیا ہے۔
یہ لفظ لاطینی۔ روٹ (RUS بمعنی کھیتی) پر مبنی ہے یعنی (حرث۔ کھیتی)

۲۔ سنبک یا سمبوق۔ چھوٹی کشتی۔
ک تصغیری ہے۔ نون یا میم غنہ ہے۔ جو ب کے ساتھ اکثر زائد ہوتا ہے۔ پس (سابحۃ۔ کشتی) از سبح تیرنا۔

از فرانسیسی

۳۔ بکلۃ۔ بکسوا۔ روٹ کے معنی باندھنا۔ کمر کسنا ہیں۔
روٹ BUCK ہے۔ (حبک۔ مضبوط باندھنا۔ حبکۃ۔ کمربند)

۴۔ کرتون۔ کاغذ کا تختہ۔ نشانہ۔ روٹ اس کا CARTA ہے۔ جو KHARTES کا مرخم ہے۔ س گر گیا اور اُون لاحقہ لگایا گیا۔ قرطاس۔ کاغذ۔ نشانہ

۵۔ میٹر۔ ماپنا۔ انگریزی اور فرانسیسی میں مشترک ہے۔
روٹ اس کا MESS ہے (مسح۔ ماپنا)

از لاطینی

۶۔ بلان۔ حمام۔ یعنی گرم پانی سے نہانا۔
روٹ اس کا (BALNEO۔ غسل دینا) ہے۔
ہبل بھاپ کا غسل دینا۔
ف۔ حمام بھی گرم پانی سے غسل کرنے پر مبنی ہے نیز انگریزی لفظ BATH بھی گرم کرنے پر مبنی ہے (ابت گرم ہونا)

۷۔ قنصل۔ حکومت کا معتمد علیہ جو دوسری حکومت میں مقیم ہو۔ قنصل کا کام دونوں حکومتوں کے روابط کو درست رکھنا۔ اور موافقت پیدا کرنا ہوتا ہے۔
بالتسلیم یہ لفظ (CON بمعنی اکٹھا) یا باہمی ہے (کم۔ اکٹھا ہونا) یہ کثیر الاستعمال پریفکس (سابقہ) ہے
کم۔ اکٹھا ہونا + [صالح]۔ رضامند ہونا موافق ہونا [صُلح]۔ سلامتی۔ رضامندی۔ یہی لفظ CON-SUL-T باہمی صلاح مشورہ کرنا۔ کا روٹ ہے۔
ف۔ سکیٹ انگریزی لغت نویس کا اعتراف ہے۔ کہ مذکورہ دونوں الفاظ کا روٹ نایاب ہے لیکن آکسفورڈ ڈکشنری والے نے اضطراراً اسے (SAL(O)۔ کودنا) پر مبنی کر دیا۔ (یعنی صال۔ کودنا) ولیس فیہ بشیٔ۔
اس سے ظاہر ہے کہ صالح کو صال شمار کر لیا یعنی اکٹھے کودنا

۵ حتّی جعلوا العذق جریمۃ، والعل وثیمۃ والولیمۃ وظیمۃ الخ
یعنی یہاں تک کہ کھجور کے درخت کو گٹھلی بنا دیا اور لعل کو پتھر بنا دیا اور شادی کے کھانے کو ماتم کا کھانا بنا دیا الخ (منن الرحمٰن ص۹۸)

ف۲۔ اس قسم کی سینکڑوں نہیں، ہزاروں غلطیاں انگریزی لغت نویسوں سے سرزد ہوئی ہیں۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ عربی زبان کو ان لغت نویسوں نے طاقِ نسیاں پر رکھ دیا۔ اور راستہ سے بھٹک کر بہکی بہکی باتیں کرکے رُوٹ نکالنے میں سرگرداں رہے۔ فتدبّر۔

از اطالوی

۸۔ بندیرہ۔ جھنڈا۔ جو انگریزی میں BANNER بحذفِ دال ہے۔ روٹ اس لفظ کا BIND یعنی باندھنا ہے۔ نون غنہ ہے (B.D ابض۔ باندھنا)

۹۔ کبوت۔ اوورکوٹ = CAPo - tto // قباء۔ پوری آستینوں والا کوٹ۔

از یونانی

۱۰۔ اسقف۔ بشپ۔ اصل لفظ ہے۔ os - cop - epis یعنی اُوپر سے نگرانی کرنے والا۔ "کافٌ۔ نگرانی کرنا۔ اسی لفظ کی دوسری شکل انگریزی میں (بشپ BISHOP) ہے epi پریفکس ہے۔

۱۱۔ فلسفہ یعنی علم سے محبت کرنا۔ رُوٹ اس کا ہے PHILO محبت کرنا SOPHIA دانائی۔ "فلو" مقلوب ہے یعنی (الف۔ محبت کرنا) انگریزی میں LOVE کا رُوٹ LUF ہے (الف۔ محبت کرنا) گویا انگریزی میں تو لفظ سیدھا ہے مگر یونانی میں مقلوب ہوگیا ہے [SOPH = حصف۔ اچھی رائے اور مضبوط عقل والا ہونا]

۱۲۔ افلاطون = PLATO کہتے ہیں۔ افلاطون کے کندھے بہت چوڑے تھے۔ اسلئے اس نام سے موسوم ہوا۔ فلطح۔ چوڑا کرنا۔ جو انگریزی میں PLAT ہے۔

۱۳۔ ناولون۔ سامان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے کا کرایہ رُوٹ on - NXUL ہے // نقل۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرنا۔ ناقلیۃ۔ سامان پہنچانے کا کرایہ۔

نوٹ۔ یونانی میں "نقل" مصدر موجود نہیں۔ اسلئے وجہ تسمیہ بھی on - NXUL کی کوئی نہیں۔ اسی طرح کا ایک لفظ انگریزی میں ہے EMOLU - ment یعنی کام کرنے کی اُجرت۔ // عمل۔ کام کرنا۔ عمالۃ کام کی اُجرت۔ اس کا مصدر بھی انگریزی میں موجود نہیں ہے)

۱۴۔ قولنج۔ پیٹ کا درد یعنی COL - ic // حقل پیٹ کا درد۔ لیکن اس کا روٹ انتڑی یعنی خالی ہونا دیا ہے جو کہ [خلا] خالی ہونا ہے۔ انتڑی پر اطلاق ہے۔ خُذ ما صفا۔

از ترکی ۱۵۔ شبوق۔ چبوق یعنی پائپ۔ ثقبۃ۔ پائپ

نوٹ۔ ش۔ چ اور لفظ ثقبہ مقلوب ہوگیا ہے۔ اس کا مصدر [ثقب۔ سوراخ کرنا] ترکی زبان میں موجود نہیں۔

۱۶۔ قمشۃ۔ چمڑے کا کوڑا۔ یہ بھی مقلوب ہے [مشق۔ کوڑے مارنا]۔ ۱۷۔ قوزی۔ لیلا۔ [غذی۔ لیلا]

نوٹ۔ (غذی۔ لیلا) انگریزی میں KID تھا جو بعد میں KID ہوگیا۔

از سُریانی ۱۸۔ سلاق۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر چڑھنے کا دن۔ سلق۔ دیوار پر چڑھنا۔

۱۹۔ مشحۃ۔ مقدس تیل ملنا۔ مسح۔ تیل ملنا۔

از فارسی ۲۰۔ نیزک۔ چھوٹا نیزہ۔ ک تصغیری + نخزۃ۔ نیزہ

نوٹ۔ یہ لفظ [نزک۔ نیزہ مارنا] نہیں ہے۔

۲۱۔ صولجان۔ چول گان۔ لکڑی کا ٹیڑھا ڈنڈا۔ گان حرفِ نسبت ہے [عصل ٹیڑھی ہونا لکڑی] چ = ص

نوٹ۔ کثرتِ استعمال سے چول گان۔ چوگان ہوگیا ہے۔ لام حذف ہوگیا۔

(باقی صفحہ ۳۵ پر)

فِیْ حَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی

(پروفیسر محمد عثمان الصدیقی ایم۔اے)

بِبَیَانِ حَمْدِ اللّٰہِ مَالِیْ طَاقَۃٌ   قَطُّ وَ مَالِیَ ھِمَّۃٌ اَوْ قُوَّۃٌ

اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ وَلَہٗ فَقَطْ   مِنْ کُلِّ شَیْءٍ فِی الْوَرٰی تَسْبِیْحَۃٌ

وَبِذِکْرِہٖ مِنْہُ لَہٗ تَحْمِیْدَۃٌ   وَبِشُکْرِ نِعْمَتِہٖ لَہٗ تَکْبِیْرَۃٌ

مَا ذَرَّۃٌ اَوْ حَبَّۃٌ اَوْ قَطْرَۃٌ   اِلَّا بِحُسْنِ اللّٰہِ فِیْھَا جَلْوَۃٌ

بِنَوَالِ رَبٍّ مُّنْعِمٍ فِیْ خَلْقِہٖ   مَا حِسْبَۃٌ اَوْ غَایَۃٌ وَّ نِھَایَۃٌ

وَجَمِیْعُ اَشْیَاءٍ نَرَاھَا فِی الْوَرٰی   مِنْہُ بِرَحْمَتِہٖ عَلَیْنَا نِعْمَۃٌ

بِکَمَالِ قُدْرَتِہِ الَّتِیْ ھِیَ حَقُّہٗ   اَنَّی الطَّبِیْعَۃَ مَا اقْتَضَتْہُ طَبِیْعَۃٌ

ھُوَ وَاحِدٌ فِیْ ذَاتِہٖ وَصِفَاتِہٖ   وَعَلَیْہِ تَشْھَدُ لَا مُحَالَۃَ فِطْرَۃٌ

صَمَدٌ غَنِیٌّ دَائِمٌ وَّ لِغَیْرِہٖ   فِیْ فِعْلِہٖ مَا شِرْکَۃٌ اَوْ حِصَّۃٌ

لَا یَسْئَلُ اَحَدٌ اِلِمَا ھُوَ فَاعِلٌ   فَلَہٗ لِیَفْعَلَ مَا یَشَاءُ مَشِیَّۃٌ

ھُوَ اَرْحَمُ وَلَہٗ لِخَلْقٍ رَّحْمَۃٌ   وَلَھُمْ کَمَالُ تَلَطُّفٍ وَّ مَحَبَّۃٌ

ھُوَ اَکْبَرُ وَلَہٗ تَعَالٰی رِفْعَۃٌ   وَلَہٗ تَبَارَکَ عَظْمَۃٌ وَّ جَلَالَۃٌ

وَلَہٗ عَلٰی کُلٍّ سِوَاہُ عِزَّۃٌ   وَتَسَلُّطٌ وَ بِغَیْرِ حَدٍّ قُدْرَۃٌ

مِنِّیْ بَیَانُ عَطَائِہٖ وَنَوَالِہٖ
اَنّٰی، وَاِنِّیْ فِی الْحَقِیْقَۃِ ذَرَّۃٌ

حاصلِ مُطالعہ

(مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

قرآن کے اُردو تراجم مودودی صاحب کی نظر میں

جناب مودودی صاحب نے حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ، مولانا محمود الحسن صاحب، مولینا اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ کے لفظی تراجم قرآن پر حسبِ ذیل تنقید کی ہے:۔

"قرآن کی سطروں کے نیچے آدمی کو ایک ایسی بےجان عبارت ملتی ہے جسے پڑھ کر نہ اس کی روح وجد میں آتی ہے نہ اس کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں نہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں نہ اس کے جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے، نہ اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی چیز عقل و فکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب و جگر تک اُترتی جا رہی ہے اس طرح کا کوئی تاثر رونما ہونا تو درکنار ترجمے کو پڑھتے وقت تو بسا اوقات آدمی یہ سوچتا رہ جاتا ہے کہ کیا واقعی یہی وہ کتاب ہے جس کی نظیر لانے کے لئے دنیا بھر کو چیلنج دیا گیا تھا اس کی وجہ ہے کہ لفظی ترجمے کی چھلنی صرف دوا کے خشک اجزاء ہی کو اپنے اندر سے گذرنے دیتی ہے رہی ادب کی وہ تیز و تند اسپرٹ جو قرآن کی اصل عبارت میں بھری ہوئی ہے اس کا کوئی حصہ ترجمے میں شامل نہیں ہونے پاتا۔ وہ اس چھلنی کے اوپر ہی سے اُڑ جاتی ہے۔"

(تفہیم القرآن دیباچہ جلد ا صٓ طبع نہم)

فیضانِ محمدیّت

مولانا میاں عبدالحق صاحب غورغشتوی مجموعہ "صلوٰۃ الرسول" میں لکھتے ہیں کہ

"اے اللہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے عبد خاص رسول مکرم حبیب معظم اور نبی اُمّی پر لامتناہی رحمتیں نازل فرما جنہیں نور سے پیدا فرمایا گیا پھر آپ کے سر اقدس کے پسینے سے فرشتوں کو چہرہ اطہر کے پسینے سے عرش، کرسی، لوح، قلم، شمس و قمر اور آسمان کے تمام حجابات اور تابندہ ستارے پیدا کئے گئے اور آپ کے سینہ مبارک کے پسینے سے انبیاء و مرسلین شہداء و صالحین اور ہر ولی کو پیدا کیا گیا۔" (ترجمہ) (بحوالہ نور الانوار مع ترجمہ تنویر الابصار صٓ ناشر مرکز جمعیت علماء سرحد پاکستان دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ)

مسیحی کلیسا کا بانیٔ مذہب سے کامل انحراف

عہد حاضر کے مشہور فلسفی اور مورخ آرنلڈ ٹائن بی نے

مطالعہ تاریخ کے نام سے ایک مبسوط کتاب لکھی جس کی تلخیص ڈی۔سی سومرویل نے کی ہے اور اس کا اردو ترجمہ مولانا غلام رسول صاحب مہر نے کیا ہے۔

اس کتاب میں آرنلڈ لکھتے ہیں:-

"مسیحی کلیسا کے رہنماؤں کو ہی لے لیجئے۔ انہوں نے ابتدائی دور سے زمانہ حال تک مختلف اوقات میں بانیٔ مذہب سے قریب قریب کامل انحراف میں بھی تامل نہ کیا۔ مثلاً یہودیوں سے مذہبی پیشواؤں کا نظام نیز فریسیت، یونانیوں سے بُت پرستی اور شرک کو لے کر اپنا لیا۔ جو لوگ زیادہ تر حقوق پر قابض تھے ان کے لئے قانونی حمایت کا ذخیرہ اختیار کر لیا۔ اور یہ رومیوں کی میراث تھی۔"

(مطالعہ تاریخ حصہ دوم صفحہ ۱۶۱)

مولانا عبید اللہ سندھی اور علامہ سر محمد اقبال

"مولانا عبید اللہ سندھی کے الفاظ میں اقبال نے جماعت کو جسے وہ ملّتِ اسلامیہ کہتے تھے ایک بُت بنا لیا ان کے طبعی تقاضے، گردوپیش کے حالات اور خود ان کی اپنی فکری شخصیت کچھ اور مانگتی تھی، وہ ان طبعی، سیاسی اور معاشی مطالبوں کے سامنے ہتھیار بھی ڈال دیتے اور جو زمانے کا چلن ہوتا اس کا ساتھ دیتے لیکن جماعت کا شخص یعنی تصوراتی وجود اور اس سے جو خصائص و امتیازات انہوں نے متعلق کر رکھے تھے اور اس سے جو احکام و ہدایات وہ لیتے تھے یہ سب چیزیں ان کے نیم شعور میں اس طرح رچی ہوئی تھیں۔ کہ جیسے ہی ان کو موقع ملتا، وہ ان کے شعور میں عود کر آتیں اور فلسفی اقبال ایک روایت پرست بلکہ توہم پرست لاہوری مسلمان ہو جاتا اس حالت میں وہ اپنے آپ کو کوستا اپنی گناہگاری کا اعتراف کرتا اور جیسا کہ کہا جاتا ہے روتا بھی اس کی عقلیت جواب دے دیتی۔"

پھر فرماتے ہیں:-

"سچ پوچھو تو اقبال ایک روایت پرست یہودی کی طرح مسلمانوں کی موہوم جماعت کو پوجتا ہے وہ جماعت کی قیود سے نکلتا تو تھا لیکن اس کی یہ بغاوت منظم فکر کی بغاوت نہ تھی بلکہ یہ فکری آزادروی تھی۔ جو شعر کا موزوں لباس پہن لیتی اس کا دل اس جبر کی مخالفت کرنے کو چاہتا لیکن نو عمری کی عقیدتوں پر تشکیل شدہ شخصیت اس میں آڑے آتی۔ چنانچہ وہ ساری عمر انہی الجھنوں میں برابر پیچ و تاب کھاتا رہا۔

"تو شاخ سے کیوں پھوٹا۔ میں شاخ سے کیوں ٹوٹا
اک جذبۂ پیدائی! اک لذّتِ یکتائی"

میں مانتا ہوں کہ اقبال دل سے چاہتے تھے کہ قرآن کی حکومت بروئے کار آئے اور اسلام پر بالکل ایک نئی دنیا کی تعمیر ہو لیکن قرآن اور اسلام کی عملی تشریح جو آج کے زمانے میں قابل قبول اور قابلِ عمل ہو سکے، یہ اُن کے

بس میں نہ تھی۔ کیونکہ وہ جماعت کے روایتی اثبات اور اس کے قوانین وضوابط سے ذہنًا باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ اور قرآن و اسلام کے نظام کو مجموعی انسانیت کا نظام بنا کر پیش کرنے کا وہ حوصلہ نہیں کر سکتے تھے اس لئے فکرًا خواہ وہ کچھ بھی ہوں **اقبال کا اسلام عملاً ایک فرقہ پرست ہندوستانی بلکہ پنجابی مسلمان کا اسلام تھا کردار کے تو غازی تھے ہی نہیں وہ گفتار کے غازی بھی نہ بن سکے۔**" (افادات وملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی ص ۴۳۳-۴۳۵۔ مرتبہ پروفیسر محمد سرور سابق استاذ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)

مستقبل کا نظام اقتصاد اور نبی وقت کا فرض

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب احیاء علوم الدین میں اس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ اگر مستقبل میں دنیا کے کل اموال یا اکثر اموال میں حرام کا عنصر غالب ہو کر چھا گیا تو اسلام کے نظام اقتصاد کو پھر سے جاری وساری کرنے کے لئے نبی وقت کا کیا فرض ہوگا؟ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اگر فی المثل ایسے وقت میں کوئی نبی آوے تو اس پر واجب ہوگا کہ معاملہ کو از سر نو کرے اور ملکوں کے اسباب کی تفصیل خواہ تراضی سے ہوں یا اور طریقوں سے سب کی سب کی تمہید کرے اور وہی باتیں کرے جو تمام مال حلال ہونے کی صورت میں کرتا۔ اس میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ اس پر واجب ہے اس سے مراد وہ صورت ہے کہ نبی موصوف ان لوگوں میں سے ہو جو مخلوق کے دین اور دنیا کی مصلحت کے لئے بھیجے جاتے ہیں کیونکہ بہتری اس سے تو پوری نہ ہوگی کہ تمام خلق کو قدر ضرورت اور حاجت پر پابند کر دیا جاوے تو ضرور ہے کہ اسباب ملک کی تفصیل از سر نو ہونی چاہیئے۔ اور گو ہمارے نزدیک یہ امر ممکن ہے کہ نبی کی بعثت بہتری کے لئے نہ ہو مثلاً خدائے تعالیٰ کوئی ایسا سبب مقرر فرما وے کہ اس سے تمام خلق ہلاک ہو جاوے تو دنیا بھی ان سے فوت ہو جاوے اور دین میں بھی گمراہ رہیں اس لئے کہ گمراہی اور ہدایت اور مارنا اور جلانا اس کے اختیار میں ہے مگر پھر بھی ہم اس امر کو خدائے تعالیٰ کی عادت جاری کے بموجب فرض کرتے ہیں۔ وہ موجود ہی ہوگیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت میں مبعوث فرمایا کہ نبیوں کا توڑا پڑ گیا تھا۔ اور حضرت عیسے علیہ السلام کی شریعت کو گذرے قریب چھ سو برس کے ہو گئے تھے اس وقت میں کل اموال یا اکثر یا کثیر حرام تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امور گذشتہ کو معاف فرمایا اور ان کے باب میں کچھ تعرض نہ کیا اور مال قبضہ والوں کا ٹھہرا کر شرع کو تمہید کیا۔ حالانکہ جس چیز کی حرمت شریعت

میں ثابت ہوگئی ہو وہ نہ کسی رسول کے مبعوث ہونے سے حلال ہو اور نہ اس طرح حلال ہو کہ جس شخص کے قبضہ میں حرام ہے وہ اس کو دے ڈالے۔" (مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد دوم صفحہ ۱۲۹-۱۳۰ مترجم مولوی محمد احسن نانوتوی مطبع نولکشور لکھنؤ)

مرزائیوں کی غیر ممالک میں ریشہ دوانیاں

ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک سرحد اکتوبر ۱۹۷۲ء نے عنوان بالا کے تحت ایک دلچسپ مضمون شائع کیا ہے جس میں دارالسلام مورو گورو، ٹکویونی، ٹبورا مشن، سکنڈے نیویا، مغربی جرمنی انڈونیشیا، غانا، سیرالیون، گیمبیا، جنوبی افریقہ، ایران ترکی، یوگوسلاویہ میں احمدیوں کی "ریشہ دوانیوں" کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مثلاً سکنڈے نیویا کے سلسلہ میں لکھا ہے:۔

"کوپن ہیگن میں ارتداد کا اس قدر زور شور ہے کہ وہاں مرتد مستورات نے اپنے ذاتی چندہ سے **ایک مسجد بنائی ہے۔ اس مسجد کا نام مسجد نصرت جہاں ہے۔** یہاں یہ کس بری طرح سے دوسرے مذاہب پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ڈنمارک میں چرچ سوسائٹی نے ایک اسلامی کمیشن مقرر کیا ہے جس کی ایک کمیٹی مرزائیت پر ریسرچ کر رہی ہے اس کمیشن نے ایک کتاب بھی شائع کی ہے۔ جس کا نام "اسلام ڈنمارک میں" رکھا گیا ہے .... **ڈنمارک میں ایک مرتد کا قرآنی ترجمہ بھی ڈینیش زبان میں شائع کیا گیا ہے"**

غانا کی بابت بتایا ہے کہ

"غانا میں پہلے ہی ان کا کافی اثر و رسوخ ہے اس پر طرہ یہ کہ اب وہاں یہ مزید اپنی عمارات بنا رہے ہیں **۱۹۷۱ء میں ایک عظیم مسجد کا انہوں نے سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ جو بیرونگ ا افریقن پر جماعتی** مرکز کی مسجد کہلاتی ہے۔"

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے سفر ترکی پر بایں الفاظ روشنی ڈالی ہے کہ

"مرزا مبارک جب ترکی کے دورہ پر گیا تو ... وہاں کی حکومت نے وہ میوزیم بھی دکھایا جہاں خلفائے ترکی نے حضور نبی کریم علیہ السلام کے مقدس تبرکات رکھے ہوئے ہیں۔ ان تبرکات میں وہ آپ کا مکتوب شریف بھی موجود ہے جو آپ نے مقوقس کے نام تحریر فرمایا تھا حضور کا ایک دانت مبارک بھی اسی ایک سونے کی ڈبیہ میں محفوظ رکھا ہوا ہے۔"

آخر میں مضمون نگار نے "مرزائیوں" کی مندرجہ بالا "ریشہ دوانیوں" کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قارئین کو خبردار کیا ہے کہ:۔

"اب آپ خود خیال فرمادیں کہ بیرون ملک یہ کیا جبار نہیں کرتے ہیں.... **کاش ہمارے ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کے تصدق حضور رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمیت کا تحفظ کر دیا ہوتا۔ تو آج ہمیں** یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔" (صفحہ ۴۳ تا ۴۷)

؎ رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبرؔ نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں!

مرہُونِ اغیار

محترم جناب نسیم سیفی صاحب

یہ سنتے ہیں کہ شورش کو ہے دعویٰ کامیابی کا
تحفظ مل گیا ختمِ نبوّت کو شرابی کا!

سوارانِ وطن میں خود کو وہ شامل نہ فرمائیں
بھرم کھل جائے گا ورنہ سیاسی ہمرکابی کا

نظر اُٹھتی تھی "اُس بازار" کے رنگیں نواؤں پر
شرف ان کو مبارک میکدہ میں باریابی کا

بلندی کی فضاؤں کی ہوس اک مسخرہ پن ہے
اگر ہو زعم کرگس کو کبھی رُوحِ عقابی کا

صحافت کھیل ہے اخلاق ان کا اک کھلونا ہے
شرافت کے ہے کندھوں پر جنازہ لاجوابی کا

رہینِ منتِ اغیار ہے ہر ہر قدم جن کا
نسیم احساس کیوں ہو گا انہیں خانہ خرابی کا

بقیہ صفحہ ۳۱

مندرجہ بالا الفاظ بطور نمونہ درج کئے گئے۔ اور ان پر تحقیق کا پہلا اور دُوسرا فارمُولا عائد کیا گیا ہے۔ باقی فارمولوں کے ماتحت جو ذیل الفاظ آتے ہیں۔ اُن کو درج نہیں کیا گیا۔ ناظرین مندرجہ بالا الفاظ پر غور فرمائیں کہ عربی کی طرف لَوٹ کر ہر لفظ سہ حرفی ہوگیا ہے۔

از یونانی

۲۲۔ اصطرلاب یا سطرلاب۔ ستارہ شناسی کا آلہ۔ اس کا حل حسب ذیل ہے:۔

[طر۔ چمکنا ستارا] یہ لفظ ہندی میں تارا اور فارسی میں ستارا اور انگریزی میں سٹار ہے۔ گویا بموجب قاعدہ س شروع میں زیادہ کیا گیا ہے۔

دوسرا لفظ یونانی زبان کا ABL بمعنی سوچنا۔ غور کرنا۔ [قلّب۔ سوچنا۔ غور کرنا] ق گر گیا۔ اور ق کو گرانے کا قاعدہ فلالوجی کے مسلّمہ اصول میں سے ہے۔ مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ عربی سے نکل کر الفاظ نے کیا کیا صورتیں بدلی ہیں۔ اور وُہ اجنبی اور بدیشی معلوم ہوتے ہیں۔ ؎

بھُول جائیں گے کہ تھے کن ڈالیوں کے ہم ثمر
لَوٹ کر آئے کہاں سے اور کئے آکر کہاں

بقیہ غلبہ اسلام کے متعلق پیشگوئیاں ۲۸

فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ اتار لئے گئے تھے "Passover Plot" ایک ایسی ہی حالیہ تصنیف ہے۔ جس نے مذہبی دنیا میں تہلکہ مچا رکھا ہے۔ یہ تو مغرب کی باتیں ہیں خود مشرق میں مسیح علیہ السلام کے مدفن۔ سرینگر میں ڈاکٹر محققین کا یہ مطالبہ کہ قبر کھود کر دیکھ لو۔ یقیناً جن کو یوز آسف نبی کہا جاتا ہے یہی مسیح علیہ السلام ہیں۔ الغرض ایک ہوا ہے جو عیسائیت کے خلاف اور احمدیت کے موافق چلنے لگی ہے۔ اور وہ دن دُور نہیں جب ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیگی؛

مرکزی اجتماعات

ماہ نومبر میں مرکز احمدیت ربوہ میں جماعت کی جملہ ذیلی تنظیموں انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ۔ اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات ہو رہے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں احباب ان مرکزی اجتماعات میں کثرت سے شمولیت فرمائیں۔

اِسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ "تحریک جدید"

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں۔ اور غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں۔

چندہ سالانہ صرف دو روپے

مینیجنگ ایڈیٹر

خوشگوار ماحول مستعد سروس

ہم اس اعلان میں مسرت محسوس کرتے ہیں کہ

قیصر ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ ایر کنڈیشنڈ میں

مٹن لیگ MUTTON LEG

چکن تکہ CHIKEN TIKKA

—— اس کے علاوہ ——

دیگر دیسی کھانے بھی اصلی دیسی گھی میں تیار ہوتے ہیں

قیصر ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ (ایر کنڈیشنڈ)

کچہری روڈ۔ کراچی

فون:- ۲۳۰۲۷۹

شہزین

شہزین

شہزین

مرض اٹھرا کی بہترین دوا

حکیم نظام جان اینڈ سنز

ربوہ — ٹنڈو محمد خان — گوجرانوالہ

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

"الائیڈ سائنٹیفک سٹور"

گنپت روڈ۔ لاہور

کو

یاد رکھیں

روزنامہ

"الفضل"

الفضل ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار ہے

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ کے رُوح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں، اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(مینیجر)

الفردوس

انار کلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

الفردوس

۸۵ - انار کلی - لاھور

مفید اور مؤثر دوائیں

نورِ کا حبل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کیلئے نہایت مفید، خارش، پانی بہنا، ککرے، ناخنہ، ضعفِ بصارت وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر فی شیشی سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تجویز، جو نہایت عمدہ اور اصلی اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گول بازار ربوہ - فون نمبر ۵۳۸

(طابع و ناشر۔ ابو العطاء جالندھری۔ مطبع۔ ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ۔ مقامِ اشاعت۔ دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
Shezan
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ، لاہور

Monthly **AL-FURQAN** *Rabwah*

FINE

MARBLE INDUSTRIES (Regd.)

MARBLE SPECIALISTS, ARTISTS, PROCESSORS
EXPORTERS & IMPORTERS

- ★ Artistic
- ★ Marble
- ★ Handicrafts
- ★ Flooring
- ★ Stairs
- ★ Fountains
- ★ Bird Baths

and all others decorations best & selected quality guaranteed.

For your Bungalows, Houses, Buildings, Gardens, Theatres, Bathrooms, and other requirement our Factory can supply you Marble of different colours i.e., White Black — Pink — Maroon — Grey — Zebra and white with green Lines and Shades, of all sizes tiles and slabs. We specially manufacture tile of Baths 4″x4″x8″8/8 and 6″x6″x3/8″ at very reasonable competitive rates Kindly contact our SALE CENTRE for your requirements of MARBLE.

2, South East Corner,
Central Com. Area off Tariq Road,
Opp. P.B.S. Petrol Pump
P.E.C.H.S. KARACHI—29.

Managing Partner:

Fine Marble Industries

27/268, Industrial Area,
KORANGI, (KARACHI)
Phone 414248

Title printed at Nusrat Art Press, Rabwah.